عالمی یوم حجاب

4 ستمبر

مرتبہ:
ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل
صدر انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین (IMWU)

Scanned with CamScanner

ISLAM The ULTIMATE PROTECTION For "WOMEN"

Women & Family Commission Jamaat-e-Islami Pakistan

WOMEN thy Name is AURAT (Covered) Cover thy Self in HIJAB

LIKE A PEARL

Women & Family Commission Jamaat-e-Islami Pakistan

عالمی یوم حجاب
4 ستمبر

شائع کردہ ویمن اینڈ فیملی کمیشن جماعت اسلامی پاکستان منصورہ ملتان روڈ لاہور
فون 042-35419520-24 فیکس 042-35432194 ویب www.jamaatwomen.org

حجاب ہمارا فخر بھی ہے ہمارا حق بھی ہے

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	مصنفین	صفحہ
1	حجاب کی اہمیت قرآن کی نظر میں	ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی	03
2	4 ستمبر عالمی یوم حجاب	ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی	09
3	فرانس میں اسکارف پر پابندی	عبدالغفار عزیز	14
4	حجاب اور مغرب کا تعصب	میر بابر مشتاق	20
5	شہیدۃ الحجاب مروہ الشربینی	سلیم اللہ	24
6	اسکارف کا سیاسی ارتقاء	شاہنواز فاروقی	28
7	مغرب کی حجاب کے خلاف یلغار	نعمان ملک	30
8	میں خوش قسمت تھی	ایوان رڈلے (خطاب)	35
9	حجاب کے مخالفین وحشت پر اُتر آئے	عائشہ گسنجر	42
10	حجاب کے اندر	خولہ لکاتا	49
11	مکالمہ		65
12	مسلمان عورت کیلئے استعماری طاقتوں کا ایجنڈا اور ہمارا عزم	ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی	69

Scanned with CamScanner

پیش لفظ

چونکہ ستمبر 2003ء میں جب فرانس میں حجاب پر پابندی کا قانون منظور ہوا تو عالمی اسلامی تحریکوں کے ایک اجتماع میں اُمت مسلمہ کے جید علمائے کرام کی قیادت میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہر سال 4 ستمبر کو یوم حجاب منایا جائے گا اور 4 ستمبر 2004ء سے اسے اہتمام سے منایا جا رہا ہے۔

9/11 کے بعد کا دور امت مسلمہ کے لئے دفاعی طور پر زوال کا عہد نظر آتا ہے مگر اب پے در پے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور قریب سے قریب تر دکھائی دے رہا ہے۔ نوجوان نسل میں اپنے اسلامی شعائر کی پابندی کی تڑپ بڑھ رہی ہے اور اپنی تہذیبی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کیا جا رہا۔

مروہ قواچی سے مروہ الشربینی تک حجاب کی خاطر قربانیوں کی ایک داستان ہے جو رقم ہو رہی ہے۔ ایک وقت تھا مروہ قواچی کو حجاب کی وجہ سے اپنی پارلیمانی نشست اور ترک شہرت سے محروم ہونا پڑا تھا مگر آج وہ ملائیشیا میں ترکی کی سفیر بن کر اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہیں۔ مروۃ الشربینی نے بھری عدالت میں حجاب کی خاطر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

حجاب ہمارا فخر بھی ہے اور ہمارا حق بھی۔ یہ ایک تکریم ہے جو ہمارے رب نے ہمیں دی ہے یہ حجاب ہمارا وقار بھی ہے اور ہماری پہچان بھی جو ہمیں کردار کی مضبوطی عطا کرتا ہے اور ہمیں حق کی راہ میں جدوجہد کے لئے اپنے رب کے حکم کی پابندی کا اعزاز بخشتا ہے۔ باحجاب عورت کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی تھی کہ دین عنقریب اجنبی بن جائے گا تو خوشخبری ہو اجنبی لوگوں کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی مومنوں کو یہ بشارت دی ہے!

Scanned with CamScanner

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد 7:47)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔

باحجاب خواتین کی بہت بڑی تعداد زندگی کے ہر میدان میں موجود ہے اور یہ موجودگی ہمارا اعزاز ہے۔ امتحان کے نتائج میں پوزیشن لینے والی طالبات کی اکثریت کا باحجاب ہونا اور حجاب کی خاطر عدالتوں میں مقدمے دائر کر کے جیتنا اور حجاب پر پابندیوں کے خلاف صف آراء ہو کر جان کا نذرانہ دینے سے بھی گریز نہ کرنا وہ علامات ہیں جو کہ صبح انقلاب کے ماتھے کی روشنی بن کر نوید دے رہی ہیں کہ سحر قریب ہے۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

صدر انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین (IMWU)

4 ستمبر 2017ء

محمد ۴۷:۷

حجاب کی اہمیت قرآن کی نظر میں

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ
اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا [1]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو۔ ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمہاری یہ حرکتیں نبیؐ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ نبیؐ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم خواہ کوئی بات ظاہر کردیا چھپاؤ اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

ا۔ الاحزاب ۳۳:۵۳

Scanned with CamScanner

◀ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٢

اے نبیؐ، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

◀ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ
لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٣

اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہو اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے

٢_النور٢٤:٣٠ ٣_النور٢٤:٣١

Scanned with CamScanner

پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اے مومنو، تم سب مل کر توبہ کرو۔ توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

◄ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۴

اے نبیؐ، اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

◄ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۵

"اے محمدؐ، ان سے کہو! میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں: بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک کرو جس کے لئے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو (کہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہے)۔

◄ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۶

"نبیؐ کی بیویو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔

۴۔ الاحزاب ۳۳:۵۹ ۵۔ الاعراف ۷:۳۲ ۶۔ الاحزاب ۳۳:۳۲

Scanned with CamScanner

◂ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۷

اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیعت نبیؐ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے"۔

◂ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۸

یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ بے شک اللہ لطیف اور باخبر ہے۔

◂ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۹

ازدواج نبیؐ کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان کے باپ، ان کے بیٹے، ان کے بھائی، ان کے بھتیجے، ان کے بھانجے، ان کے میل جول کی عورتیں اور ان کے مملوک گھروں میں آئیں۔ اے عورتو) تمہیں اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

۷۔ الاحزاب ۳۳:۳۳ ۸۔ الاحزاب ۳۳:۳۴ ۹۔ الاحزاب ۳۳:۵۵

Scanned with CamScanner

◀ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا
حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۱۰

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھوں گے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ البتہ تمہارے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہوں اور جن میں تمہارے فائدے (یا کام) کی کوئی چیز ہو، تم جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کی اللہ کو خبر ہے۔

◀ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ
ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ
بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۱۱

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں۔ تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے

۱۰۔ النور۲۴: ۲۷ تا ۲۹ ۱۱۔ النور۵۷ تا ۵۹

Scanned with CamScanner

اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔ ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر۔ تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔

◄ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٢﴾

اور جب تمہارے بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ اسی طرح اجازت لے کر آیا کریں جس طرح ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اس طرح اللہ اپنی آیات تمہارے سامنے کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔

◄ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٣﴾

اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، نکاح کی امیدوار نہ ہوں، وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم وہ بھی حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

Scanned with CamScanner

4 ستمبر عالمی یوم حجاب

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

حجاب مسلمان عورت کے لئے ایک ایسا فریضہ ہے جو وہ احکام الٰہی کے تحت ادا کرتی ہے۔ مگر آج اسے مسئلہ بنا کر اچھالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم جو ہر مسلمان کے لئے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ سب سے پہلے سورۃ احزاب میں آیت حجاب نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ
إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ
كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا
فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ
وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا [۱۴]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نبیؐ کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو۔ ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمہاری یہ حرکتیں نبیؐ کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا۔ نبیؐ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

اس کے بعد حجاب کا حکم قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت نمبر 31 میں نازل ہوا۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَ
لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [۱۵]

''اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے کہ جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی چادروں کے آنچل ڈالے رکھیں۔''

۱۴۔ الاحزاب ۳۳:۵۵ ۱۵۔ النور ۲۴:۳۱

Scanned with CamScanner

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سورہ نور کی یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے لوگ اسے سن کر گھروں کو پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو یہ سنائی۔ انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو یہ آیت سن کر بیٹھی رہ گئی ہو۔ ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا پڑکا کھولا اور کسی نے چادر اٹھا کر اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئیں۔ وہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑے اور موٹے کپڑے کے دوپٹے بنائے۔١٦

پھر اگلا حکم سورہ الاحزاب میں نازل ہوا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ١٨

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کرو۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔

ان آیات اور احادیث کے بعد کسی مسلمان میں یہ جرات نہیں ہوتی کہ وہ حجاب کو کلچر، روایت یا معاشرتی اور سماجی رویہ قرار دادیں۔ یہ واضح قرآنی والہی حکم ہے جسے مسلمان عورت بڑے افتخار کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں۔

موجودہ دور میں عالمی استعماری قوتوں نے امت مسلمہ پر تہذیبی یلغار کرتے ہوئے اسلامی شعائر کو ہدف بنایا ہوا ہے۔ جہاد، ناموس رسالت خاندانی نظام اور حجاب ان کے خصوصی اہداف ہیں۔ ہر جگہ پر شعائر کو جو اسلامی تہذیب وثقافت کی علامات ہیں، کو انتہا پسندی قدامت پرستی اور دہشت گردی سے جوڑا جا رہا ہے۔ فرانس، ہالینڈ اور ڈنمارک میں حجاب پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ ترکی میں یہ ایک گز کا ٹکڑا اتنی خطرناک علامت بن چکا تھا کہ ایک جمہوری حکومت کو کمزور بنانے کا باعث بنتا جا رہا تھا۔ باحجاب طالبات پر تعلیم اور ملازمت کے دروازے بند کیے

١٦۔ ابن کثیر ج ٣ ص ٢٨٤ ابوداؤد کتاب اللباس ١٨۔ الاحزاب ٣٣:٥٩

جارہے تھے۔ لیکن ترکی میں منظر بدل رہا ہے۔

امت مسلمہ بالخصوص اور مغربی ممالک میں رہنے والی مسلمان ان متعصب رویوں اور امتیازی قوانین کی وجہ سے مسائل سے دوچار ہیں۔ عالمی یوم حجاب 4 ستمبر کو کیوں منایا جاتا ہے؟؟ یہ سوال ذہنوں میں اٹھتا ہے تو اس کا پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ جولائی 2004ء میں لندن میں ''اسمبلی فاردی پروٹیکشن آف حجاب'' کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد کیا گیا اور اس امتیازی سلوک کے خلاف مشترکہ پلیٹ فارم سے آواز بلند کرنے کے لئے باقاعدہ مربوط اور منظّم سعی و جہد کا فیصلہ کیا گیا۔ چونکہ 2 ستمبر 2003ء میں فرانس میں ہیڈ سکارف پر پابندی کا قانون منظور کیا گیا تھا اور مسلمانوں میں اس بات پر بڑا غم وغصہ پایا جاتا تھا، اس لیے لندن کے میئر لونگ سٹون نے لندن میں امت مسلمہ کے سرکردہ علماء اور تحاریک اسلامی کے سربراہوں کو بلا کر ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔ کانفرنس میں 300 کے قریب مندوبین شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کی صدارت علامہ یوسف القرضاوی نے کی اور انہوں نے کانفرنس کے اعلامیے میں 4 ستمبر کو عالمی یوم حجاب منانے کا اعلان کیا۔ اس طرح سے 4 ستمبر عالمی طور پر یوم حجاب قرار پایا اور ستمبر 2004ء سے ہی پوری دنیا میں اسے منایا جاتا ہے۔[۱۸]

اس دن مسلمان عورت اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ حجاب اسلام کا عطا کردہ معیار عزت وعظمت ہے، حجاب ہمارا حق ہے یہ کوئی پابندی یا جبر کی علامت نہیں ہے بلکہ حکم خداوندی ہے اور حجاب کا پسماندگی اور دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ہمارا فخر اور وقار ہے۔

ان دنوں میں مغربی ممالک میں ایک خطرناک رجحان سامنے آیا ہے۔ یہاں کے لوگ مسلمان لڑکیوں کے حجاب سے خائف ہیں۔ اسی لئے وہاں کے ذرائع ابلاغ اور مخصوص ذہنیت

۱۸۔ میئر لونگ سٹون نے لندن میں علماء کی ایک کانفرنس 2004ء میں بلائی۔

Scanned with CamScanner

رکھنے والے لیڈر دن رات حجاب مخالف پروپیگنڈہ میں مشغول ہیں۔ کچھ عرصہ قبل فرانس میں حجاب کے استعمال پر قانونی طور پر پابندی عائد کی گئی ہے جس کے خلاف دنیا بھر میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اسی طرح کے احتجاج جرمنی کے کئی صوبوں اور بیلجیم میں بھی کئے گئے ہیں۔ فرانس کے علاوہ برطانیہ، جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں بھی حجاب کا استعمال کرنے والی طالبات اور دیگر خواتین کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ کا دعویٰ ہے کہ حجاب کا استعمال یورپی قرارداد برائے حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہے اور اس طرح حجاب مخالف قوانین کے ذریعے مسلم عورتوں کو ان کے پردہ کے بنیادی حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغربی معاشرہ مسلم سماج میں بڑھتی ہوئی دینی بیداری اور شعور کو دیکھ کر خوف زدہ ہے۔ یہ خوف 11 ستمبر کے حملوں کے بعد دوگنا ہوگیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلم معاشرے میں حجاب کے بڑھتے ہوئے استعمال سے مغربی ذرائع ابلاغ کافی خوف زدہ نظر آرہے ہیں۔ یہ ان کا خوف ہی ہے کہ وہ جبراً طالبات اور مسلم عورتوں کو پردہ کے استعمال سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ مہم جاری کر رکھی ہے۔ مغربی ممالک میں حجاب کے خلاف بڑھتے ہوئے اس رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے برطانوی مسلمانوں کی تنظیم "مسلم ایسوسی ایشن آف برٹن" نے عالمی سطح پر لندن میں حجاب کانفرنس کا اہتمام کیا تاکہ دنیا کو یہ باور کرایا جا سکے کہ مسلمان عورتیں حجاب کسی جبر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں لیتیں بلکہ وہ اپنی مرضی سے مذہب اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں آزاد ہیں۔ 12 جولائی کو ہونے والی اس کانفرنس کے مہمان خصوصی علامہ یوسف القرضاوی تھے۔ اس کے علاوہ 14 ممالک کے مندوبین نے کانفرنس میں شرکت کی۔ اسی کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ 4 ستمبر کو عالمی یوم حجاب کے طور

Scanned with CamScanner

پر منایا جائے گا۔ واضح رہے کہ فرانس نے اسکول میں حجاب لینے پر پابندی عائد کر دی ہے جس کا اطلاق ستمبر سے ہوگا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے فرانس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''وہاں حجاب پر عائد پابندی کو ختم کیا جائے۔'' اس کے علاوہ جرمنی میں بھی عورتوں کے حجاب پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ علامہ قرضاوی نے کہا کہ فرانس کو چاہیے کہ وہ حجاب پر پابندی کا اپنا فیصلہ منسوخ کرے، کیونکہ یہ یہودی باڑے (علیحدہ بستی) والی ذہنیت کی عکاسی ہے اور اس طرح آپ مسلمانوں کو ناراض کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ انسانی تہذیب کے منافی ہے بلکہ اس سے پیچھے ہٹنے کے مترادف ہے۔ یہ مذہبی اور بنیادی حقوق کی خلاف ورزی بھی ہے۔

لندن کے میئر کین لونگ سٹون کی میزبانی میں بلائی گئی اس کانفرنس میں دنیا بھر کے تقریباً 300 مندوبین نے شرکت کی۔ اس دوران حاضرین نے اس بات کا عہد بھی کیا کہ وہ دنیا بھر میں کسی بھی مقام پر کسی مسلم خاتون کے ساتھ حجاب کے معاملے میں ہونے والی ناانصافی کے خلاف اس کی حمایت کریں گے۔ برطانیہ میں حجاب پر کسی طرح کی کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ میزبان لونگ سٹون نے کہا کہ برطانیہ کے مسلمانوں کو فرانس یا جرمنی جیسے حالات کا سامنا کبھی نہیں کرنا پڑے گا۔ ایسے حالات میں جبکہ مغربی ممالک میں یہ عام رجحان بنتا جا رہا تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی شعار کو ہدف ملامت بنایا جائے، حجاب کے خلاف ہونے والے فیصلے اسی رجحان کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کے خلاف صف آراء ہونا وقت کی ضرورت تھی اور اس ضرورت کو برطانوی مسلمانوں کی اس تنظیم نے بروقت محسوس کیا۔ اس کاز میں دیگر کئی اہم تنظیمیں بھی شامل ہیں۔ کانفرنس میں 4 ستمبر 2004ء کو عالمی یوم حجاب کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

دلچسپ امر یہ ہے کہ مغربی ممالک میں اسلامی شعار کو اپنانے کا جذبہ موجودہ نسل میں تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے جو کہ مغربی ذرائع ابلاغ اور وہاں کی حکومتوں کے لئے تشویش کا باعث بنا ہوا ہے کیونکہ یہاں مسلمانوں کی وہ پہلی نسل جو مختلف اسلامی ممالک سے ہجرت کر کے آئی تھے اُن میں یہ رجحان نہیں پایا جاتا تھا۔ اس طرح یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ مغربی ممالک میں آباد مسلمانوں کی موجودہ نسل تیزی سے اسلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یہ جہاں ایک خوش آئند پیش رفت ہے، وہیں اسلام دشمن عناصر کے لئے تشویش کا باعث بھی۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ عام آدمی کو اسلامی قوانین سے واقف کرایا جائے اور اسے یہ باور کرایا جائے کہ حجاب یا دیگر مذہبی شعار کا استعمال دباؤ یا زیادتی کی وجہ سے نہیں کیا جاتا جیسا کہ حجاب مخالف پراپیگنڈہ کے ذریعے باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے بلکہ یہ ہر فرد کا آزادانہ فیصلہ ہوتا ہے اور یہ مسلمان عورت کا حق بھی ہے اور اسکا افتخار بھی جو وہ اللہ کا حکم سمجھ کر قبول کرتی ہے۔ جیسے اُسے نماز اور روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ اُسی طرح اُسے حجاب کا حکم بھی دیا گیا ہے جسے وہ پورا کر کے احکام الٰہی کی بجا آوری کرتی ہے۔

فرانس میں اسکارف پر پابندی

عبدالغفار عزیز*

فرانس کو روشنیوں، خوشبوؤں، فنون اور آزادی کا ملک کہا جاتا ہے۔ عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف آواز اٹھا کر، عالمی سیاست میں بھی فرانس اور جرمنی نے اپنا علیحدہ تشخص قائم کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ فرانس میں مسلمانوں کی تعداد یورپ میں سب سے زیادہ ہے۔

*۱۹۔ عبدالغفار عزیز: ماہنامہ ترجمان القرآن، شمارہ فروری ۲۰۰۴

Scanned with CamScanner

یورپ میں مقیم 2 کروڑ مسلمانوں میں سے 60لاکھ صرف فرانس میں رہتے ہیں، 30لاکھ جرمنی میں اور تقریباً 20لاکھ برطانیہ میں۔ فرانس میں زیادہ تر مسلم آبادی شمال مغربی افریقی ممالک الجزائر، تیونس، مراکش اور چند دیگر افریقی ممالک سے آ کر بسی ہے۔

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پندرھویں اور سولھویں صدی میں ہی فرانس منتقل ہو گئی تھی۔ 1492ء میں سقوط غرناطہ کے بعد اندلس میں ان کا جینا دوبھر کر دیا گیا تو 3لاکھ افراد ملک بدری پر مجبور ہو گئے، جب کہ اس سے کئی گنا بڑی آبادی شہید کر دی گئی۔ گزشتہ صدی کے آغاز میں سمندر پار پڑوسی ممالک پر فرانسیسی استعمار، منظّم ثقافتی حملوں اور قرب مکانی کی وجہ سے بھی ان ممالک سے بڑی تعداد میں لوگ فرانس جا بسے۔ عالمی جنگوں کے خاتمے کے بعد فرانس کی تعمیر نو کے لیے مطلوب افرادی قوت بھی زیادہ تر یہیں سے حاصل کی گئی۔

دور حاضر میں فرانسیسی مسلمانوں کی اکثریت وہاں صرف مہاجرت نہیں بلکہ شہریت اور برابری کی قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ 1917ء میں فرانس میں پہلی باقاعدہ اسلامی کونسل بنی۔ 1926ء میں اس نے بڑی پیرس مسجد بنائی۔ 1982ء میں ایک قانون کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی تنظیمیں اور ادارے رجسٹرڈ کروانے کی باقاعدہ اجازت دے دی گئی اور اب وہاں بڑی تعداد میں مسلم ادارے تعلیمی، ثقافتی، علمی اور تربیتی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔

مسلمانوں اور فرانس کے تعلقات کی پوری تاریخ میں یہ پہلو اہم ترین رہا ہے کہ انہیں کیونکر فرانسیسی تہذیب و ثقافت میں ڈھالا جائے۔ عہد استعمار میں الجزائر اور پڑوسی ممالک ان کوششوں کا بنیادی ہدف رہے۔ عربی زبان کو عرب ممالک میں اجنبی بنانے کی کوشش کی گئی۔ لباس و طعام یکساں کر دیئے گئے اور ہر طرف فرانسیسی تہذیب غالب ہوتی چلی گئی۔ فرانس کے اندر بھی یہ کشمکش

Scanned with CamScanner

جاری رہی لیکن نرمی اور خاموشی سے۔ اکثریت اس بات کو اپنا فطری حق سمجھتی ہے کہ اپنی تہذیب و ثقافت کی زندگی میں غالب کر دے۔

فرانسیسی مسلمانوں نے پورے اخلاص و محنت سے فرانس کی تعمیر میں حصہ لیا، فرانس کے قوانین کا احترام کیا اور فرانس کے قومی مفادات کو اپنے مفادات سمجھا۔ فرانس کے سیکولر قوانین نے ہر شہری کو دین واعتقادی آزادی کی ضمانت دی۔ بعض اوقات ایسا ہوا کہ کسی فرد یا ادارے نے کسی مسلم فرانسیسی کی آزادی مذہب کو مقید کرنا چاہا تو خود اعلیٰ سطحی حکومتی ذمہ داروں نے مداخلت کرتے ہوئے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ 1989ء اور پھر 1992ء میں جب بعض طالبات کو حجاب، یعنی اسکارف سے منع کرنے کی کوشش کی گئی تو عدلیہ کے اعلیٰ ترین ادارے اسٹیٹ کونسل نے یہ فیصلہ دیا کہ ''دینی شعائر کا التزام ریاست کے سیکولر نظام سے متصادم نہیں ہے۔''

حال ہی میں سابق فرانسیسی وزیر برنر ستازے کی زیر صدارت تشکیل پانے والی کمیٹی نے یہ کہتے ہوئے تمام سرکاری تعلیمی اداروں میں حجاب پر پابندی لگا دی ہے کہ ہم کوئی بھی دینی علامت لے کر مدارس میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس طرح مسلم طالبات کے حجاب، عیسائیوں کے صلیب کے نشان اور یہودیوں کی مختصر ٹوپی کیپا، تعلیمی اداروں میں ممنوع قرار دے دیئے گئے ہیں۔ صدر شیراک نے تیونس کے ایک مدرسے کا دورہ کرتے ہوئے بیان دیا کہ ''مکمل سیکولر فرانسیسی حکومت طالبات کو اجازت نہیں دے سکتی کہ وہ اپنے ہدایت یافتہ ہونے کا اعلان کرتی پھریں۔ حجاب میں جارحیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔'' انہوں نے کہا کہ ''فرانس میں مسلمانوں کی اکثریت سے ہمیں کوئی شکوہ نہیں ہے اور ہماری حکومت فرانس ہجرت کر جانے والوں کو اپنے ماحول و معاشرے میں ڈھالنے کی پوری سعی کر رہی ہے۔ لیکن ظاہری دینی علامتوں اور دوسروں کو

Scanned with CamScanner

کھلم کھلا اپنے دین کی طرف بلانے کی اجازت نہیں دے سکتے''۔اس سے پہلے فرانسیسی وزیراعظم جان پیررافاران بھی کہہ چکے تھے کہ ''سرکاری اسکولوں میں حجاب کو بہرصورت مسترد کردینا چاہیے۔''

برنرسٹازے کمیٹی نے 11 دسمبر 2003ء کو اپنی رپورٹ میں ایک طرف تو دینی ''علامت'' قرار دیتے ہوئے حجاب کو ممنوع قرار دے دیا۔ساتھ ہی مسلمان کمیونٹی کے لیے عیدالاضحیٰ اور مسیحیوں کے لئے عید غفران کو سرکاری چھٹی قرار دینے کی سفارش کی تاکہ مذاہب کی آزادی کا تاثر باقی رہے۔

یہ سفارشات تیار کرتے اور حکومت کی طرف سے انہیں منظور کرتے ہوئے جس بڑی حقیقت کو فراموش کرنے کی کوشش کی گئی وہ اسلام میں حجاب کی حیثیت واہمیت ہے۔فرانسیسی حکمران یقیناً جانتے ہوں گے کہ اسلامی حجاب، مسیحی صلیب یا یہودی کیپا کی طرح کوئی علامت نہیں، خالق کی طرف سے قرآن کریم وسنت نبویؐ میں دیا جانے والا صریح حکم ہے۔مسلمانوں میں یہ فقہی اختلاف رہا ہے کہ حجاب کی کیفیت وحدود کیا ہوں، چہرے کو ڈھانپا جائے یا چہرہ وہاتھ کھلے رکھتے ہوئے باقی پورا جسم ڈھانپا جائے، لیکن کوئی بھی مسلمان اس امر قرآنی کا انکار نہیں کرسکتا کہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ''خواتین اپنی چادریں (سر کے علاوہ) اپنے سینوں پر بھی ڈالے رکھیں۔[۲۰]

اس حیرت ناک فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے مختلف فرانسیسی ذمہ داران کی طرف سے مختلف مضحکہ خیز تاویلات سامنے آئیں۔کبھی کہا گیا:''طالبات کو ان کے گھر والوں کی طرف سے حجاب پر مجبور کیا جاتا تھا، انہیں اس جبر سے نجات دلانا مقصود ہے۔'' کبھی کہا گیا:''خواتین ومرد برابر

۲۰۔ النور ۲۴:۳۱

ہیں۔ حجاب سے مردوزن میں تفرقہ رواج پاتا ہے۔'' کبھی کہا گیا: ''مذہبی تفریق کو بلاتفریق ختم کردیا گیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی پابندی عائد ہوئی ہے۔'' لیکن ان تمام تاویلوں کا بودا پن خود یہ تاویلیں پیش کرنے والوں کو بھی بخوبی معلوم ہے۔ اگر صلیب وکیپا کے ساتھ ہلال وٹوپی کا تقابل ہوتا تو شاید اتنی حیرت نہ ہوتی لیکن یہاں تو سارے کا سارا ہدف ہی مسلمان ٹھہرے کہ وہ اپنے رب کا حکم مانیں یا فرانسیسی حکومت کا۔

سابق وزیر تعلیم کلوڈ الاجر نے اس فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''سیکولرازم کو اسلام کے مطابق نہیں ڈھلنا، اسلام کو فرانسیسی سیکولرازم کے مطابق ڈھلنا ہوگا۔'' اسی طرح کی ایک بات 1600 عیسوی میں پیڈروفرانکیز نے اپنے آقا شاہ فلپ سوم سے اپنی سفارشات میں کہی تھی۔ اس نے کہا تھا: ''ہمیں ہر ممکنہ اقدامات کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس بات سے روکنا ہوگا کہ وہ اپنے مردوں کو اپنے دینی رواج کے مطابق دفن کریں۔ ہمیں ان کی زبان، ان کا مذہبی لباس، حلال گوشت پر ان کا اصرار ختم کرنا ہوگا۔ ان کی مساجد و مدارس ڈھادینا ہوں گے''۔ لیکن جب ان سفارشات پر عمل درآمد کروانے کی ہر ممکن کوشش کرنے کے بعد بھی انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو اسی فرانکیز نے دوبارہ لکھا: ''ان مسلمانوں سے خیر کی امید نہیں۔ یہ موت قبول کرلیں گے، اپنی دینی روایات نہیں چھوڑیں گے۔''

حالیہ فرانسیسی فیصلے کا تجزیہ کرتے ہوئے لاتعداد تجزیے لکھے گئے ہیں لیکن ہالینڈ ایک عرب تجزیہ نگار یحیٰی ابوذکریا کا یہ تبصرہ اہم ہے کہ ''فرانس میں اتنی بڑی مسلم آبادی ہے کہ ان کی خواتین کے مقدس وعفیف حجاب نے فرانس کے عریاں وفحش کلچر کو خطرے میں ڈالنا شروع کردیا تھا۔'' جیسے جیسے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھیرا تنگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ان میں اور خود

غیر مسلموں میں بھی اسلامی تعلیمات سے آگاہی کا شعور بڑھتا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں خود مغرب میں جنم لینے اور پرورش پانے والے مغربی مسلمان نوجوان مغرب کے لیے بڑا سوالیہ نشان بن گئے ہیں۔ یہ نوجوان انہی کی زبان، انہی کی اٹھان رکھتے ہیں۔ اپنے قانونی واخلاقی حقوق وفرائض سے آگاہ ہیں، شراب وشباب کی غلاظت سے محفوظ ہیں اور اپنے دین کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی و مقدس سمجھتے ہیں۔ اس نسل کو اس ''متشدد دینی سوچ'' سے بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس عجیب فرانسیسی فیصلے پر مختلف اطراف کا ردعمل بھی عجیب تھا۔ صدر بش نے جو مسلمانوں کے خلاف پالیسیوں کے سرخیل ہیں، اسکارف کے حق میں بات کی اور کہا کہ مسلم خواتین کو یہ حق ملنا چاہیے کہ اپنے مذہب کے مطابق سر پر اسکارف رکھ سکیں۔ امریکہ میں بھی اس کی آزادی ہے۔ دوسری طرف عالم اسلام کے تاریخی مرجع جامعہ الازہر کے سربراہ محمد سید طنطاوی نے ارشاد فرمایا: ''اسکارف کے خلاف احکامات فرانس کا اندرونی مسئلہ ہے، ہم مداخلت نہیں کر سکتے۔ فرانس کو اپنی مرضی کے مطابق قانون سازی کا حق ہے۔ جو مسلمان خواتین فرانس میں رہتی ہیں وہ اضطرار کی حالت میں اسکارف چھوڑ سکتی ہیں۔'' البتہ جامعہ الازہر کے باقی علمائے کرام اور خود مفتی مصر نے دوٹوک الفاظ میں کہا: ''حجاب صریح حکم خداوندی ہے۔ کوئی علامت یا اختیاری امر نہیں۔ مخلوق میں سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ خالق کے حکم سے متصادم احکام جاری کرے، یا ان پر عمل درآمد کرے۔ یہی موقف مغرب ومشرق میں مسلم اکثریت کا ہے۔ 17 جنوری 2004ء کو یورپ کے اکثر اور لبنان، اردن، ترکی، عراق سمیت متعدد ممالک میں ہزاروں خواتین کے مظاہروں اور اجتماعات میں اس موقف کا اعادہ کیا گیا۔

11 دسمبر کو برنرسٹازے کمپنی کی رپورٹ سامنے آنے سے پہلے صدر شیراک نے 3 سے

Scanned with CamScanner

5 دسمبر کو تیونس کا دورہ کیا اور تیونس میں حجاب پر پابندی کی توصیف وستائش کی۔ فرانسیسی اخبارات نے ''بے پردہ تیونس'' کے عنوان سے بڑی بڑی سرخیاں سجاتے ہوئے فرانس کے کئی علاقوں میں یہ اخبار مفت تقسیم کیا۔ واضح رہے کہ تیونس ایسا اکلوتا مسلم ملک ہے جہاں کے دستور میں اسکارف پر پابندی (شق 108) ہے۔ سر پر اسکارف رکھنے والی خواتین کو تعلیم، ملازمت، حتیٰ کہ علاج کے حق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ ترکی میں بھی یہ مسئلہ گھمبیر ہے لیکن وہاں یہ پابندی دستور میں نہیں، اعلیٰ تعلیمی کونسل کے احکامات کے طور پر لاگو ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تمام تر پابندیوں، تعذیب اور سزاؤں کے باوجود ان دونوں ممالک میں بھی اسکارف رکھنے والی خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ حکمران اس اضافے پر حیران و ششدر ہیں۔ فرانس میں یہ پابندی لگنے کے بعد وہاں بھی اس تعداد میں اضافہ ہونے لگا ہے۔ عام مسلمانوں کے دل میں یہ احساس قوی تر ہوا ہے کہ فرانس میں لگنے والی اس پابندی کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا گیا، تو یہ وبا دیگر مغربی ممالک میں بھی پھیلتی چلی جائے گی۔ اب بیلجیئم سے بھی یہ صدا اٹھی ہے کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈوں کی تصویر میں تمام خواتین کا ننگے سر ہونا ضروری ہے۔ فرانس میں اس پابندی پر احتجاج اس متعدی مرض کو پھیلنے سے روکنے کی ایک لازمی تدبیر بھی ہے۔

حجاب اور مغرب کا تعصب

میر بابر مشتاق*

اسلام کے خلاف مغرب کا بڑھتا ہوا تعصب تیزی سے سامنے آ رہا ہے۔ سیاست ہو یا معیشت، تعلیمی میدان ہو یا شعبہ طب، غرض ہر میدان سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ نسلی اور مذہبی تعصب بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

*۲۱۔ حجاب اور مغرب کا تعصب: میر بابر مشتاق، ماہنامہ ترجمان القرآن، اگست ۲۰۰۹

Scanned with CamScanner

بلجیم کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی بار ایک مسلمان خاتون کے منتخب ہونے کے بعد یہ تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ اسے اسکارف کے ساتھ حلف اٹھانے دیا جائے یا نہیں۔ اسکارف کی مخالف سیاسی جماعتیں اس حوالے سے یہ موقف رکھتی ہیں کہ بلجیم کے قوانین کی رو سے کوئی بھی با حجاب خاتون رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے حلف نہیں اٹھا سکتی، اس لیے انہیں نا اہل قرار دیا جائے۔ ترکی سے تعلق رکھنے والی مسلمان خاتون ماہ نور ازدمیر کا کہنا ہے کہ وہ نہ صرف حلف اٹھاتے وقت اسکارف پہنے رہیں گی بلکہ پارلیمنٹ میں بھی اسکارف پہن کر آئیں گی۔

برسلز کے مشہور عرب جریدے ''الشرق اولاسط'' کے نمائندے کے مطابق اس نے بلجیم کے انتخابات سے ایک روز قبل ماہ نور سے پوچھا کہ کیا انہیں یہ خدشہ نہیں کہ برسلز کی پارلیمنٹ میں انہیں اسکارف کے ساتھ داخلے کی اجازت نہیں ملے گی؟ جواب میں ماہ نور نے نہایت سکون کے ساتھ کہا کہ وہ انتخابات یا پارلیمنٹ کی وجہ سے اپنا اسکارف ہرگز نہیں اتاریں گی۔ لوگوں کو ان کے کام کی طرف دیکھنا چاہیے نہ کہ اسکارف کی طرف۔ ماہ نور کی کامیابی سے بلجیم کی مسلمان کمیونٹی اور سیکولر کمیونٹی کے درمیان ایک سرد جنگ کا آغاز ہو گیا ہے۔ نا اہل قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ وہ بلجیم کی ثقافت کو تباہ کرنا چاہتی ہیں، اس لیے ان کو نمائندگی کا کوئی حق نہیں۔

بلجیم شمال مغربی یورپ میں واقع ہے اور یورپی یونین کا رکن ہے۔ آن لائن انسائیکلوپیڈیا کے مطابق اس ملک میں رہنے والوں کی اکثریت رومن کیتھولک چرچ کے زیر اثر ہے۔ گویا ملک کی تین سے چار فی صد آبادی مسلمان ہے۔

ماہ نور ازدمیر 36 سالہ ترک نژاد مسلمان ہیں۔ انتخابات میں کامیابی کے بعد ان کی پارٹی بھی ان کی مخالفت کر رہی تھی کہ وہ اسکارف اتار دیں۔ وہ پارٹی کے کے لیے ایک عرصے سے کام

کررہی ہیں اوراس سے پہلے وہ پارٹی کے ٹکٹ پرکونسلر کا انتخاب بھی جیت چکی ہیں۔ انتخابات کے دوران پارٹی کی جانب سے جاری پوسٹر سے ان کی تصویر سے اسکارف غائب کردیا گیا۔ اس پر انہوں نے پارٹی قیادت سے احتجاج کیا جس پر پارٹی نے باقاعدہ طور پر ان سے معذرت کی۔

الشرق الاوسط کے نمائندے نے ان سے پوچھا کہ پارلیمنٹ میں جاکر وہ ترجیحاً کن مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گی تو ان کا کہنا تھا کہ تعلیمی اداروں میں حجاب پر پابندی ختم کرنا ان کی اولین ترجیح ہوگی۔ اسی طرح عیدالضحیٰ اور بعض دوسرے مواقع پر مسلمانوں کو اپنے گھروں میں جانور ذبح کرنے کی اجازت، نیز مسلمان تنظیموں کے عطیات جمع کرنے پر پابندی کے خلاف بھی وہ آواز اٹھانا چاہتی ہیں۔

1990ء میں بلجیم کی پارلیمنٹ کے پہلے مسلمان رکن کا اعزاز حاصل کرنے والے محمد الضیف کا کہنا تھا کہ بلجیم اکثریت اسلام کی دیانت اور سچائی کی قائل ہو چکی ہے۔ اس صورت حال میں یہاں کے مسلمانوں کو متحد ہوکر پہلے سے بڑھ کر کام کرنا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ ماہ نور ازدمیر کو ابھی بہت کام کرنا ہے اور وہ اپنے نیک مقاصد کے حصول کے عزم کے ساتھ پارلیمنٹ میں حلف اٹھائیں گی۔ اب دیکھیے کہ اس کش مکش کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے!

دوسرا واقعہ برطانیہ کی خاتون مسلمان ڈاکٹر سیدہ مسرت شاہ کی ملازمت سے برطرفی سے متعلق ہے۔ ان کو محض اس لیے ملازمت سے برطرف کردیا گیا کہ وہ ہر جمعہ کو باقاعدگی کے ساتھ ہسپتال کے قریب واقع مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے جاتی تھیں۔ برطانوی اخبار ٹیلی گراف کی رپورٹ کے مطابق ہسپتال کی انتظامیہ نے نماز کی ادائیگی کے لیے ان کو صرف پانچ منٹ کا وقت دیا کہ وہ نماز ادا کرکے ڈیوٹی پر واپس آجائیں یا نماز کی ادائیگی ترک کردیں۔ نماز جمعہ کی ادائیگی

Scanned with CamScanner

ترک کرنے سے انکار پر ملازمت سے نکالی جانے والی ڈاکٹر مسرت شاہ کا کہنا ہے کہ انھیں نماز سے دوری قبول نہیں۔ اس حوالے سے وہ کسی قسم کا دباؤ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

31 سالہ ڈاکٹر مسرت شاہ برطانوی علاقے لیڈز کے ایک ہسپتال میں بطور سرجن کام کرتی ہیں۔ ایمپلائز ٹریبونل میں اپنی برطرفی کے خلاف دائر کیے جانے والے مقدمے میں ان کا کہنا تھا کہ ان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے نسلی تعصب اور مذہبی امتیاز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان کے قریبی ساتھیوں نے بھی ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ اس کے چار ساتھی ڈاکٹروں کو ان کی یہ روش پسند نہ تھی کہ وہ ہر جمعے کو باقاعدگی سے مسجد جائیں اور شہر بھر سے آئی ہوئی مسلمان خواتین کے ساتھ نماز جمعہ کی ادائیگی کا شرف حاصل کریں، جب کہ جمعہ کے روزان کے حصے میں کسی بھی سرجری کا کوئی شیڈول نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ساتھی ڈاکٹروں کے اعتراض کے بعد نماز کے وقت سرجری کا کام تفویض کر دیا جاتا تھا جس سے ان کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ حالانکہ اس سے پہلے کئی برس تک ایسا نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں کے مسلسل اصرار پر انہوں نے 8 اگست 2008ء سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ترک کر دیا اور ہسپتال میں انفرادی طور پر نماز ادا کرنا شروع کر دی لیکن اس کے باوجود انتظامیہ اور ساتھی ڈاکٹروں کی تشفی نہ ہوئی اور ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ انچارج ڈاکٹر مارکوس جولیر نے کہا کہ دنیا کا کوئی کام یا نماز سرجری سے زیادہ اہم نہیں۔ اس لیے سرجری کے لیے نماز ترک کر دینی چاہیے۔ دوسری طرف یہی مغرب ہے جو انسان کے بنیادی حقوق اور مذہبی آزادی کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ کیا یہ تضاد اور دوہرا معیار نہیں؟

Scanned with CamScanner

شہیدۃ الحجاب مروہ الشربینی

سلیم اللہ*

یکم جولائی 2009، جرمنی کے شہر ڈریسڈن میں ایک مسلمان خاتون 32 سالہ مروہ الشربینی کو بھری عدالت میں اس وقت شہید کر دیا گیا جب اس نے انصاف کے حصول کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے ساتھ اسکا شوہر علوی عکاظ اور ڈھائی سالہ بیٹا مصطفیٰ بھی عدالت میں موجود تھے۔ شہید حجاب مروہ الشربینی کی شہادت کا دلخراش واقعہ ہر مہذب اور باشعور شخص کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے جو دلوں کو گداز اور آنکھوں کو تادیر نمناک کر دیتا ہے۔

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس جرم میں ماری گئی'' (التکویر[۲۳])

ایک نیک روح اپنے آخری سفر پر روانہ ہوگئی۔ مروہ الشربینی کو شہادت مبارک ہو اور خواتین کو بھی مبارک ہو کہ اسلام کی راہ میں پہلی جانی شہادت ایک خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے پیش کی تھی اور آج حجاب اور پردے کی خاطر بھی جان کا نذرانہ ایک خاتون ہی نے پیش کیا۔

مروا شیربینی کون تھیں؟

مروہ الشربینی کون تھیں؟ کیا وہ اداکارہ تھی یا گلوکارہ تھی، کیا وہ کوئی مشہور و معروف شخصیت تھی۔ کیا کبھی وہ ٹی وی سکرین پر دیکھی گئی؟

مروہ الشربینی درج بالا خصوصیات میں سے کسی کی حامل نہیں تھی۔ وہ تو 31 سالہ سادہ سی گھریلو خاتون تھیں جو کہ مصری تھیں اور جرمنی میں رہ رہی تھیں۔ انہوں نے قربانی دی اور انہیں ان کی سادگی اور پردہ کرنے کی وجہ سے بدحواس اور خوفزدہ کر کے شہید کر دیا گیا۔

مروہ الشربینی ایک مصری نژاد جرمن مسلمان خاتون تھیں جو اس مغربی بے حیا معاشرے میں بھی اپنی عصمت و عفت کی حفاظت سے غافل نہیں تھیں اور اس ننگے ماحول میں بھی وہ مکمل حجاب کا

* ۲۲۔ سلیم اللہ: ماہنامہ چراغ اسلام، شمارہ اگست ۲۰۰۹ ۲۳۔ التکویر ۸۱: ۸، ۹

Scanned with CamScanner

اہتمام کرتی تھیں لیکن جدید تعلیم یافتہ مغربی انتہا پسندوں کو یہ بات پسند نہ تھی اور گزشتہ سال اس کے پڑوسی ایگزل اس نے وقت اس پر جملے کسے اور اس کی توہین کی جب وہ ایک پارک میں اپنے بچے کے ساتھ موجود تھیں۔ مغربی جدید تعلیم یافتہ انتہا پسند ایگزل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ الشربینی آج کے مسلم حکمرانوں کی طرح بے حس نہ تھیں۔ اس نے ایگزل کی اس مذموم حرکت کے خلاف مقدمہ کیا جس کا نتیجہ اس کے حق میں نکلا۔ لیکن ایگزل نے اس فیصلہ کو ایک اور عدالت میں چیلنج کر دیا۔ مقدمہ چلتا رہا اور یکم جولائی کو عدالت نے جب ایگزل سے ان الزامات کے حوالے سے استفسار کیا تو اس نے نہ صرف اقرار کیا بلکہ مزید ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر میرا بس چلے تو حجاب پہننے کی ایسی سزا دوں کہ ہمیشہ یاد رکھے۔ عدالت نے جرم ثابت ہونے پر ایگزل کو گرفتار کرنے اور تقریباً دو ہزار یورو جرمانے کی سزا سنائی۔ یہ فیصلہ سنتے ہی جنونی انتہا پسند ایگزل نے بھری عدالت میں مروا الشربینی پر حملہ کر دیا، اسے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ واضح رہے کہ الشربینی تین ماہ کی حاملہ تھیں۔ اس جدید تعلیم یافتہ مغربی انتہا پسند جنونی نے اس کے پیٹ پر لاتیں ماریں، اس کے کپڑے اور حجاب کو پھاڑ دیا اور پھر...... ایک چاقو نکال اس نے الشربینی پر چاقو سے وار کرنے شروع کر دیئے۔ اس دوران پوری عدالت اور پولیس خاموش تماشائی بنی رہی۔ جبکہ الشربینی کا شوہر علوی عکاظ چیخ چیخ کر پولیس سے مناجات کرنے کا کہتا رہا لیکن پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ البتہ جب عکاظ اپنی بیوی کو بچانے کے لئے آگے بڑھا تو متعصب اور اسلام دشمن پولیس نے اس پر فائرنگ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ اس دوران قاتل نے الشربینی پر چاقو سے اٹھارہ وار کئے اور نہ صرف اس پر بلکہ پولیس کی گولیوں سے زخمی علوی عکاظ پر بھی چاقو سے حملے کئے۔

Scanned with CamScanner

الشربینی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ یہ واقعہ یکم جولائی کو پیش آیا لیکن مغربی پریس جو کہ مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا میں آگے آگے رہتا ہے اور سوات میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی جعلی ویڈیو دکھانے پر تو آسمان سر پر اٹھالیا گیا لیکن اتنا بڑا جرم چھپایا گیا۔ میڈیا پر یہ خبر جب جاری ہوئی جب الشربینی کی میت اس کے آبائی گاؤں اسکندریہ (مصر) لائی گئی۔ شرم ناک بات تو یہ ہے کہ سوات کے واقعے پر ایک گھنٹے کے اندر اندر مذاکرے کرانے والا ہمارا میڈیا تاحال خاموش ہے۔ حقوق نسواں کے علمبردار بھی چپ ہیں گویا کہ ان کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ انسانی حقوق کے وہ چیمپیئن جو مسلمانوں کو دہشت گرد اور انتہا پسند کہتے نہیں تھکتے وہ بھی ایسے چپ ہیں گویا کہ ان کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ بارک اوبامہ کے ایک مکھی مارنے پر واویلا کرنے والے بھی خاموش ہیں اس لیے کہ شہید ہونے والی خاتون ایک مسلمان تھیں۔ ہاں اگر وہ گھر سے بھاگی ہوئی کوئی لڑکی ہوتی جس کو اس کے شفیق ماں باپ نے ذرا سختی سے روکا ہوتا تو اب تک میڈیا بھی چیخ چیخ کر انسانی حقوق اور حقوق نسواں کا راگ الاپ رہا ہوتا۔ لیکن الشربینی ایک مسلمان خاتون تھیں۔ اس لیے ان کے لیے میڈیا میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

مروہ الشربینی تو اپنے رب سے جاملی ہیں لیکن اس نے جاتے جاتے ہمیں یہ پیغام دے دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ ہمارے دوست نہیں ہیں اور نہ ہی یہ جنگ دہشت گردوں کے خلاف ہے بلکہ یہ تو مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے۔ جاگ جاؤ ورنہ یہ آگ سب کو اپنی لپیٹ میں لے کر جلا دے گی۔

مجھے یقین ہے کہ جب الشربینی اپنے رب کے حضور پہنچی ہوگی تو نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اسے جام کوثر پلایا ہوگا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اختی کہہ کر اسے گلے

Scanned with CamScanner

لگایا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنے ساتھ جگہ دی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔

باریابی ہو جب حضور رب تو کہنا
ساتھی میرے سوختہ جاں اور بھی ہیں
اپنے رستے ہوئے زخموں کو دکھا کر کہنا
ایسے تمغوں کے طلب گار وہاں اور بھی ہیں

مصری اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین میں اس واقعہ کا اصل ذمہ دار فرانس کے صدر نکولس سرکوزی کو ٹھہرایا گیا ہے جس نے حجاب کے خلاف کھلا اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ نکولس سرکوزی نے باقاعدہ طور پر فرانس میں حجاب کے خلاف اپنی مہم کے دوران متعصّبانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ برقع اور حجاب آمرانہ اقدام، نسل پرستی اور تعصب کا آئینہ دار ہے۔ برقع پوش خاتون کسی قیدی کی طرح نظر آتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغرب تیزی سے بڑھتے ہوئے نومسلموں سے خوف زدہ ہے جو مغرب کے منافقانہ طرزِ عمل اور مغربی تہذیب کی چکاچوند سے مایوس ہوکر اسلام کی آغوش میں اپنے آپ کو محفوظ اور ذہنی طور پر آسودہ محسوس کرتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں خواتین کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے یہ وہ مغربی خواتین ہیں جو مغرب کی نام نہاد تہذیب سے بیزار ہوکر اسلام کو اپنی جائے پناہ اور اپنے دکھوں کا مداوا سمجھتی ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے سامنے برطانوی صحافی ای وان رڈلے کی مثال موجود ہے جو مغرب میں پلی بڑھی، مگر طالبان کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ برطانوی صحافی نے طالبان کے کردار کی تعریف کرتے

Scanned with CamScanner

ہوئے کہا کہ طالبان بہترین بھائی اور بیٹے ہیں۔ مجھے اور مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے باپ۔ بھائی، بیٹے کی آنکھوں میں وہ تقدس اور احترام نظر نہیں آیا جو مجھے طالبان کی قید کے دوران دیکھنے کو ملا۔ مغرب حجاب میں لپٹی پاکیزہ زندگی گزارنے والی خواتین سے خوف زدہ ہے۔ اس لیے حجاب اور اسلامی رہن سہن کے خلاف ایک مہم چلا رکھی ہے۔ مغرب کا یہی تضاد، دوہرا معیار اور تعصب ہے جو ہر حساس اور انصاف پسند انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ واقعتا خدائے واحد پر ایمان اور اسلام ہی انسانی حقوق کے تحفظ کو ممکن بناتا ہے اور تعصب سے پاک منصفانہ زندگی کا ضامن ہے۔ یہی احساس اسلام کی مقبولیت کا سبب بھی ہے۔

اسکارف کا سیاسی ارتقاء | شاہنواز فاروقی*

پاکستان میں حکومتیں مالی بدعنوانی کے تحت برطرف ہوتی رہی ہیں لیکن لگتا ہے کہ ترکی میں طیب اردگان کی حکومت نظریاتی بدعنوانی ''Ideological Corruption'' کے الزام کے تحت برطرف ہوگی۔ نظریاتی کرپشن؟

ترکی کی آئینی عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ اصطلاح استعمال تو نہیں کی لیکن اس نے طیب اردگان اور عبداللہ گل کی حکومت کے اس فیصلے کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا ہے جس کے تحت جامعات اور سرکاری دفاتر میں خواتین کو اسکارف استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اندیشہ یہ ہے کہ طیب اردگان ہی نہیں AK پارٹی کے دیگر رہنماؤں کو بھی سیاست میں حصہ لینے سے روک دیا جائے گا۔ ممکن ہے کہ AK پارٹی پر پابندی لگا دی جائے[۲۵]۔

تقریباً ایک دہائی قبل طیب اردگان یہ کہہ کر نجم الدین اربکان سے الگ ہوئے تھے کہ آپ

*۲۴۔ شاہنواز فاروقی: روزنامہ جسارت: ۶ جون ۲۰۰۸
۲۵۔ واضح رہے کہ یہ مضمون 2008 میں لکھا گیا۔

Scanned with CamScanner

کے اندر زیادہ نظریاتی سخت گیری ہے اور اس صورت میں ہم ترکی میں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن اب طیب اردگان خود وہیں کھڑے ہیں جہاں نجم الدین اربکان کھڑے تھے۔ اس میں طیب اردگان کا کوئی قصور نہیں۔ سارا کمال، کمال ازم عرف سیکولرازم کا ہے۔ جو فٹبال کی اصطلاح کے سیاسی مفہوم میں Goal Post بدلتا رہتا ہے۔

اسکارف ڈارون کا بندر نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود سیکولر اور لبرل مغرب اور روس کے مقامی متاثرین نے اسکارف کو ارتقاء کے مختلف مراحل سے گزارا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اسکارف یا پردے کو مسلم خواتین کی ذہنی پسماندگی کی علامت قرار دیا جاتا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ بیچاری مسلم خواتین پڑھی لکھی تو ہوتی نہیں۔ انہیں نہ عصر کا شعور ہے نہ جدید دنیا کا فہم ہے۔ نہ ان کے پاس تعلیم ہے نہ سماجی مرتبہ ظاہر ہے وہ اس صورت میں منہ چھپائے نہ پھریں اور کیا کریں؟؟

اگلے مرحلے پر اسکارف یا پردے ظلم و جبر کی علامت باور کرایا گیا اور کہا گیا کہ مردوں کی بالادستی یا ان کے شاونزم کا استعارہ ہے۔ دراصل مسلم دنیا کے مرد کم نظر اور پسماندہ ہیں اور انہیں خواتین پر ظلم کرنے میں ایک لطف محسوس ہوتا ہے۔

بعد ازاں پردے کو اسلام کے ایک سیاسی بیان Political Statement کے طور پر لیا گیا اور کہا گیا کہ یہ معاملہ دراصل سیاسی اسلام کے پیروکاروں کا ابھارا ہوا ہے۔ جو خود انتہاپسندی کی علامت ہیں اور نہیں اسی لیے پردے جیسی انتہاپسندی پسند ہے۔ لیکن دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور تناظر نے پردے کو ایک ثقافتی اور تہذیبی بیان Cultural and Civilizational Statement میں ڈھال دیا۔

11 ستمبر کے بعد اس سلسلے میں بنیادی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ اب اسکارف یورپ ہی

Scanned with CamScanner

”آزادی کی علامت“ بن کر سامنے آگیا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل یورپ ہوں یا ترکی کی جرنیل اور سیکولر سیاسی عناصر انہیں اسکارف آزادی کی علامت کے طور پر نہایت خطرناک محسوس ہو رہا ہے۔ پسماندگی کی علامت سے آزادی کی علامت تک اسکارف کا ارتقاء حیرت انگیز ہے اس نے ترکی ہی نہیں پورے یورپ کی سیکولر لبرل ثقافتی و سیاسی اسٹیبلشمنٹ کی برداشت اور عدم برداشت کو پوری طرح عیاں کر دیا ہے۔ ڈھائی تین فٹ کپڑے کی اوقات ہی کیا ہے لیکن معلوم ہوا کہ اگر اس پر اسلام کی مہر لگا دی جائے تو ڈھائی فٹ کپڑا فرانس کی پارلیمنٹ سے قانون سازی کرا سکتا ہے اور ترکی میں تین فٹ کپڑا حکومت کی برطرفی کا سبب بن سکتا ہے۔ انسانی تاریخ میں اتنی چھوٹی سی شے کو شاید ہی کبھی اتنا طاقتور دیکھا گیا ہو۔

ڈنمارک میں اسکارف سے نمٹنے کی یہ صورت نکالی گئی۔ کہ مقابلہ حسن کی طرز پر مقابلہ اسکارف کروا دیا گیا۔ یہ ایک مذہبی علامت کو Fashion Statement میں تبدیل کر کے اسے اس کی تقدیس سے محروم کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ صورت حال حیران کن ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اہل مغرب اور ان کے متاثرین کا مسئلہ کیا ہے۔ آخر وہ اسکارف میں پردے کے تصور سے خوف زدہ اور وحشت زدہ کیوں ہیں؟

مغرب کی حجاب کے خلاف یلغار — نعمان ملک*

مغرب صرف اسلامی ریاستوں پر ہی حملہ آور نہیں بلکہ اس کی یلغار کثیر جہتی ہے وہ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ برسرپیکار ہے۔ ایک طرف مغربی افواج ہر اس ملک کو کچل دینے کے درپے ہیں جن میں ذرا بھی سر اٹھانے کی سکت ہو سکتی ہے تو دوسری طرف وہ اسلامی تہذیب و تمدن پر حملہ آور ہیں دین کو بدل ڈالنے کے درپے ہیں دین پر حملہ اور تہذیب کے خلاف یلغار دو دھاری

* ۲۶۔ نعمان ملک: روزنامہ انصاف: ۶ نومبر ۲۰۰۶

Scanned with CamScanner

ہے ایک طرف کٹھ پتلی حکمرانوں اور زرخرید ملاؤں کے زریعے دین کی من مانی تعبیر کروانے کی کوشش ہے تو دوسرطرف شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔

اسلامی ممالک کے خلاف جنگ کی قیادت امریکہ کررہا ہے تو دین پر شرمناک حملوں کی قیادت پوپ اوردینی شعائر کے خلاف جدوجہد کی باگ ڈور برطانیہ کے پاس ہے جہاں ان دنوں حجاب موضوع سخن ہے۔انسان کو، مادر پدر ننگا رہنے کی بھی اجازت دینے اور ہم جنسی پرستی کو انسانی قبول کرنے والے اس نام نہاد آزادی کی منافقت یہ ہے کہ حجاب کو برداشت نہیں کیا جارہا، اور صاف صاف کہا جارہا ہے یہ ایک امتیازی رویہ ہے حالانکہ جس طرح ننگے رہنا ہر انسان کا اپنا اختیاری فعل ہے۔اس طرح خود کو مستور رکھنا بھی انسان کا بنیادی حق لیکن اہل مغرب اب صلیب کی جنگ لڑرہے ہیں اور حجاب اسلام کی علامت ہے اس سلسلہ میں جنگ اس وقت شدید رخ اختیار کرگئی جب برطانیہ کے قائد ایوان اور سابق وزیر خارجہ جیک سڑا نے حجاب کی مخالفت کی اور ایک خاتون عائشہ اعظمی کو اس جرم میں سکول سے نکال دیا گیا۔ادھر آسٹریلیا کے ایک امام کا بے پردہ عورتوں پر تنقید کا جرم قابل گردن زنی بنا ہوا ہے اور ان پر جنسی حملوں کے ملوث ہونے کا کریہہ الزام داغ دیا گیا۔

حجاب کے خلاف برطانوی حکومت کی مہم کا سب سے شرمناک پہلو یہ ہے کہ ایک نام نہاد مسلمان مسخرے کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جسے سعودی عرب، بھارت اور پاکستان بھیجا جارہا ہے تاکہ وہ حجاب کا تمسخر اڑائے۔اس مہم کا المناک ترین سانحہ یہ ہے کہ جب عید سے ایک روز قبل کیلی فورنیا کے شہر فریمونٹ میں رہائش پذیر چھ بچوں کی افغان ماں عالیہ انصاری کا اس کے سوا کوئی قصور نہ تھا کہ حجاب پہن کر گھر سے باہر نکلی۔سب سے چھوٹی تین سالہ بیٹی ہمراہ تھی۔

Scanned with CamScanner

دوسرے دو بچوں کو ایلیمنڑی اسکول سے لانے کے لیے جا رہی تھی کہ برابر میں ایک کار آ کر رکی۔ ایک آدمی باہر نکلا، عالیہ کی کنپٹی پر پستول کی نالی رکھ کر گولی داغ دی، اور کار میں بیٹھ کر چل دیا۔ لوگوں نے دیکھا ایک عورت فٹ پاتھ پر پڑی مر رہی ہے اس عالم میں بھی بیٹی کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا ہے کہ بھیڑ میں کہیں گم نہ ہو جائے۔ عید سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے۔ کسی بڑے اخبار، ٹیلی ویژن یا ریڈیو نے خبر نہ دی۔ شاید اس وجہ سے کہ مسلمانوں کے خلاف متعصبانہ جرائم کا ارتکاب روزمرہ کا معمول ہے۔ اس میں کوئی خبریت نہیں رہی۔ ایک مقامی اخبار سان ہوزے مرکری نیوز نے خبر دی کہ پولیس نے ایک ستائیس سالہ آدمی کو شبہے میں گرفتار کیا ہے۔ مگر اس پر قتل کا الزام نہیں لگایا گیا۔ وہ جیل سے پیرول پر رہا ہوا تھا اس پر پیرول کی خلاف ورزی کا الزام ہے۔

دو دن کے بعد سان فرانسسکو کرانیکل نے تفصیل شائع کی۔ پولیس کے علاوہ عالیہ کے رشتے داروں نے مقتولہ کے اسکارف ہی کو قتل کا سبب قرار دیا۔ ذمہ داری تشدد پسند امریکی کلچر پر عائد ہوتی ہے۔ فلموں اور ویڈیو گیمز میں یہی سکھایا جاتا ہے۔ اور نائن الیون کے بعد سے تو ریڈیو، سیاست دان اور عیسائی لیڈر مسلسل مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہیں۔ امریکی مسلمان خواتین نے عالیہ کی یاد میں 13 نومبر 2006ء کو یوم حجاب منانے کا اعلان کیا تھا۔ عالم کفر میں اسلام اور اسلامی تعلیمات بالخصوص حجاب کے خلاف ان دنوں شدید مہم جاری ہے تاہم جتنا مخالفت میں اضافہ ہو رہا ہے اتنا ہی اس کو حمایت بھی بڑھ رہی ہے۔ شوبز کے ستاروں سے بالعموم حجاب کو قبول کرنے کی توقع نہیں کی جاتی تاہم مصر کی معروف نوجوان اداکارہ ''مائی عزالدین'' نے بھی حجاب پہننے کا ارادہ کر لیا۔ مائی کا کہنا ہے کہ زیادہ حوصلے

Scanned with CamScanner

کی ضرورت ہے۔کیونکہ اس سے میری زندگی مکمل تبدیل ہوجائے گی۔مائی کانیاٹی وی ڈرامہ ''بنت نبوت'' نومبر میں دبئی سیٹلائیٹ ٹی وی چینل سے نشر ہوگا۔اس میں مصری معاشرہ بالخصوص نوجوانوں کے حالات دکھائے گئے ہیں۔

معروف برطانوی صحافی ایوان رڈلی کا کہنا ہے کہ میں حجاب اوڑھنے والی مسلمان خواتین کو دباؤ کا شکار مخلوق سمجھتی تھی لیکن پھر طالبان نے مجھے اغواء کرلیا اور ایسے حالات پیش آئے کہ مجھے حجاب سے محبت ہوگئی۔رڈلی کا کہنا ہے کہ ستمبر 2001ء میں امریکہ میں دہشت گرد حملوں کے پندرہ روز بعد میں افغانستان کے لوگوں کی ''گھٹن زدہ'' زندگیوں کی رپورٹنگ کے لئے وہاں گئی۔میں نے سر سے پاؤں تک ڈھانپ لینے والا روائتی نیلا برقعہ پہن لیا۔تاہم مجھے پہنچان لیا گیا اور طالبان مجھے بری عورت سمجھتے تھے تاہم انہوں نے دس روز بعد مجھے اس وعدے پر چھوڑ دیا کہ میں قرآن اور اسلام کا مطالعہ کروں گی۔سچ تو یہ ہے کہ مجھے نہیں پتا کہ میں رہا ہوکر زیادہ خوش تھی یا طالبان مجھے رہا کر کے زیادہ خوش تھے۔لندن واپس آکر میں نے وعدہ پورا کیا اور اسلام کا مطالعہ شروع کردیا اور اس کے نتیجے میں مجھ پر حیران کن انکشافات ہوئے۔میرا خیال تھا کہ قرآن (نعوذ باللہ) بیوی کو مارنے اور بیٹی کو دباؤ میں رکھنے کے طریقے بتاتا ہوگا۔تاہم وہاں تو مجھے عورت کو آزادی دینے کا پیغام ملا اغواء کے اڑھائی سال بعد میں مسلمان ہوگئی اس پر میرے دوستوں اور رشتہ داروں کا ردعمل حیرت، مایوسی اور خوشی پر، مبنی تھا۔آج میں سابق وزیر خارجہ جیک سٹرا، برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر اطالوی وزیر اعظم رومانوی پروڈی اور سلمان رشدی کو نقاب کے خلاف بولتے سنتی ہوں تو مجھے نفرت محسوس ہوتی ہے۔میں حجاب کی مخالف بھی رہی ہوں اور اب حجاب کرتی بھی ہوں۔دونوں طرح کے جذبات کا ذاتی تجربہ رکھنے کے باعث میں یہ بتا سکتی ہوں کہ مغرب کے

Scanned with CamScanner

مرد سیاستدان جو حجاب کے خلاف بول رہے ہیں وہ حقیقت جانتے ہی نہیں۔ وہ کم عمری کی شادیوں، خواتین سے زیادتیوں، زبردستی کی شادیوں اور غیرت کے نام پر قتل کا الزام اسلام کو صرف اپنی جہالت اور غرور کی وجہ سے دیتے ہیں۔ یہ ثقافتی روائتیں ہیں ان کا اسلام سے تعلق نہیں۔ ضرورت صرف قرآن کا توجہ سے مطالعہ کرنے کی ہے۔ مغرب کے خواتین نے جن حقوق کی 70ء کی دہائی میں جدو جہد کی اسلام وہ تمام حقوق 14 سو سال پہلے ہی عورت کو دے چکا ہے۔ اسلام میں خواتین روحانی تعلیمی اور مالی اعتبار سے مرد کے برابر ہے۔ اور اسلام خواتین کو تحائف دینے کو بھی پسند کرتا ہے۔ اسلام عورت کو اتنا کچھ دیتا ہے تو مغرب کے یہ مرد مسلمان عورت کے لئے اتنا پریشان کیوں ہیں۔ برطانیہ کے وزراء گورڈن براؤن اور جون ریڈ نے بھی پردے کی مخالفت کی ہے حالانکہ ان کا اپنا تعلق سکاٹ لینڈ سے ہے جہاں مرد بھی "سکرٹ" پہنتے ہیں۔ جب میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد سکارف اوڑھنا شروع کیا تو اس کی بہت زیادہ مخالفت کی گئی۔ میں نے صرف اپنے سر اور بال ڈھانپے اور میں برطانیہ کی دوسرے درجے کی شہری بن گئی۔ مجھے مخالفت کی توقع تھی لیکن اتنی زیادہ کی نہیں۔ ٹیکسیوں والے مجھے بٹھانے سے انکار کرنے لگے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے اترتے وقت مجھے کہا "سیٹ پر بم نہ رکھ جانا" پھر پوچھا "اسامہ بن لادن کہاں چھپا ہوا ہے"؟ اسلام میں خواتین کے لئے مناسب لباس پہننا ضروری ہے۔ زیادہ تر مسلمان خواتین سکارف پہنتی ہیں۔ اور چہرہ کھلا چھوڑتی ہیں تاہم کچھ مکمل نقاب کرتی ہیں۔ ایک مسلمان عورت کا لباس بتاتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور وہ چاہتی ہے کہ لوگ اس کہ ساتھ احترام کے ساتھ پیش آئیں ۔جیسے ایک بیکار چاہتا ہے کہ لوگ اس کا سوٹ دیکھ کر اس کی سنجیدگی کا اندازہ کر لیں۔ اسلام میں برتری خوبصورتی، دولت، طاقت، حیثیت یا جنس کے اعتبار سے نہیں صرف نیکی کے اعتبار سے

ہے۔ اطالوی وزیر اعظم پروڈی کا حجاب سوشل تعلقات کو مشکل بنانے کا الزام احمقانہ ہے۔ اگر سماجی تعلقات میں دوسرے کو دیکھنا ضروری ہے تو موبائل فون، لینڈ لائن فون، ای میل، ٹیکسٹ میسج اور فیکس مشین کیوں استعمال کی جاتی ہے۔ ایسا ہوتا تو لوگ ریڈیو کیوں سنتے؟ میں مسلمان ہوں اور اسی وجہ سے میری عزت ہے۔ اسلام مجھے ہر صورت میں علم حاصل کرنے کا پابند بناتا ہے۔ صرف اجازت ہی نہیں دیتا۔ اس کے برعکس اسلام میں کہیں بھی عورت پر لازم نہیں کہ وہ مرد کے لئے کپڑے دھوئے، صفائی کرے اور کھانا پکائے۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں 40 لاکھ خواتین پر سال میں ایک بار ان کے شوہر ضرور سنگین حملہ کرتے ہیں۔ اسلام نے مرد کو بدکار عورت کو مارنے کی اجازت دی تو شرط رکھی ہے کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ امریکہ میں ہر روز تین عورتوں کو ان کے شوہر یا بوائے فرینڈ قتل کر دیتے ہیں تشدد کا تعلق مذہب سے نہیں اب پڑھنے والے ہی فیصلہ کریں کہ غیر مہذب کون ہے۔

میں خوش قسمت تھی

ایوان رڈلے (خطاب)*

یو کے اسلامک مشن کی ایک نشست سے نو مسلمہ ایوان رڈلے کا خطاب

ایوان رڈلے پورے حجاب میں ملبوس جب ہال میں داخل ہوئیں تو ہال نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا۔ انہوں نے بہنوں کو سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ''اسلام میں داخل ہو کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں بہت بڑی فیملی کی ممبر بن گئی ہوں، جس پر مجھے فخر ہے۔''

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز اپنے تعارف سے کیا اور کہا کہ میں ایوارڈ یافتہ جرنلسٹ ہوں اور اسی مقصد کے لئے 11 ستمبر کے واقعے کے فوراً بعد میں امریکہ جانے والی تھی کہ میرے باس جان ولسن نے فون کیا کہ فوراً ہیتھرو ائیر پورٹ پہنچو۔ ائیر پورٹ پہنچی تو ہر طرف بڑی بڑی سکرینوں پر

*۲۷: مارک فیلڈ اسلامک فاؤنڈیشن یو کے اسلامک مشن لندن کی نشست سے نو مسلمہ ایوان رڈلے کا خطاب

Scanned with CamScanner

خبروں میں بتایا جا رہا تھا کہ افغانی طالبان نے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہ کیا تو امریکہ افغانستان پر حملہ کر کے افغانستان کو تہس نہس کر دے گا۔ ابھی پوری طرح میں ان خبروں کو اپنے اندر جذب بھی نہ کرنے پائی تھی کہ جان ولسن سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ انہوں نے میرے ہاتھ میں ٹکٹ دیتے ہوئے مجھے بتایا کہ یہ اسلام (پاکستان) کی ٹکٹ ہے۔ ائیر پورٹ پر دو گائیڈ مجھے افغانستان پہنچا دیں گے اور میری ڈیوٹی وہاں کے تازہ ترین حالات سے آگاہی اور وہ بھی تصاویر کے ساتھ مہیا کرنے پر لگائی۔ میں امریکہ جانے کی بجائے اسلام آباد جاتے ہوئے گھبرا رہی تھی اور میرے احتجاج پر میرے باس نے بتایا کہ میڈیا کی پوری توجہ پاکستان کی جانب ہے، کیونکہ کوئی بھی براہ راست افغانستان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ طالبان نے سب بارڈرز پر پہرہ بٹھا دیا ہے اور کسی غیر ملکی کو ملک کے اندر داخل نہیں ہونے دے رہے اور یہ بھی تلقین کی کہ برقعہ پہن کر یعنی Invisible ہو کر افغانستان داخل ہونا۔

اسلام آباد ائیر پورٹ پر اتری تو برقعے میں گائیڈز کے ہمراہ افغانستان پہنچی۔ جب میں افغانستان کی طرف بڑھ رہی تھی تو مجھے طالبان بڑے خطرناک محسوس ہوئے کیونکہ صدر بش اور ٹونی بلیئر نے طالبان کی یہی تصویر لوگوں کے سامنے رکھی تھی کہ طالبان بہت ہی ظالم اور خطرناک قسم کے لوگ ہیں۔ میرا دل دھڑک رہا تھا۔ برقعے کی وجہ سے کسی نے میری طرف توجہ ہی نہ کی، اسی شش و پنج میں جلال آباد مارکیٹ پہنچی۔ وہاں صرف آدمی ہی خرید و فروخت کر رہے تھے۔

افغانستان میں جس فیملی سے میں نے ملنا تھا، انہوں نے عورت جرنلسٹ کو دیکھ کر پہلے تو ناراضگی کا اظہار کیا، لیکن جلد ہی وہ میری خاطر تواضع میں لگ گئے۔ اس فیملی میں پڑھی لکھی خواتین بھی تھیں، حالانکہ صدر بش اور ٹونی بلیئر نے یورپ میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ افغانی عورتوں کو تعلیم

Scanned with CamScanner

سے محروم رکھتے ہیں۔ میں نے وہاں حالات کا جائزہ لیا تو مجھے ان دونوں یورپی لیڈروں کے بیانات میں کوئی صداقت نظر نہ آئی۔ میں نے کیمرے کے ذریعے بہت سی تصاویر بھی محفوظ کیں۔ ایک عورت مجھ سے پوچھنے لگی کہ میرے کتنے بچے ہیں۔ جب میں نے اسے بتایا کہ میرا کوئی بچہ نہیں ہے تو کہنے لگی کہ یورپین عورتیں تو بڑی قابل رحم ہیں، ہم افغانی عورتیں پندرہ پندرہ بچے پیدا کرتی ہیں اور پھر کہنے لگی امریکہ ہم سے کیوں ناراض ہے، حالانکہ 11 ستمبر کے واقعے میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔

جب میں اپنی گائیڈز کے ساتھ پاکستان واپسی کے لئے بارڈر پر پہنچی تو سبھی بارڈرز سیل ہو چکے تھے۔ پاکستان سے نوجوان افغانستان کی طرف جہاد کے لئے بڑھ رہے تھے۔ میرے گائیڈز مجھے گدھے پر سوار کئے smuggling route کی طرف بڑھنے لگے، اچانک گدھا تیزی سے بھاگنے لگا اور میرا کیمرہ جو میں نے برقعے کے اندر چھپا رکھا تھا دور جا گرا۔ افغانی سپاہی کی نظر جب کیمرے پر پڑی تو وہ زور سے چیخا، سخت گھبراہٹ کی وجہ سے میرے اوپر سکتے کا سا عالم تھا، جب ذرا ہوش آیا تو اپنے سامنے ایک نیلی آنکھوں والے وجیہہ نوجوان کو پایا جو مجھے میرا کیمرہ دکھا کر پوچھ رہا تھا ''یہ کیا معاملہ ہے۔'' وہ غصے کی حالت میں بھی بڑا ''ہینڈسم'' لگ رہا تھا۔ میں بس اس کو دیکھتی رہی، منہ سے کچھ نہ بولی۔ اس نے گائیڈز کو مارنا شروع کیا، تو میں نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے کے لئے برقع اتار دیا۔ مجھے یہ خوش فہمی تھی کہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو گائیڈز کو بھول جائے گا، کیونکہ میں یورپ میں یہ بھی سن چکی تھی کہ افغانی مرد عورت کو اپنی جسمانی ہوس کا شکار بناتے ہیں لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا، مجھے ان لوگوں کی نظروں میں کوئی ہوس نظر نہ آئی۔ میری طرف دیکھے بغیر ہی مجھے ایک ٹرک میں ڈالا، ٹرک جب رکا تو انہوں نے مجھے ٹرک سے باہر

Scanned with CamScanner

نکالا۔ٹرک سے باہر نکلی تو میں نے اپنے آپ کو ایک پتھریلے میدان میں پایا۔اب ایک سپاہی وہاں سے غائب ہوگیا اور دوسرا سپاہی میری طرف پیٹھ کیئے میری نگہبانی کے لئے رک گیا۔اب اردگرد کے گاؤں سے بہت سے لوگ میرے چاروں اطراف جمع ہونے لگے۔مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں چڑیا گھر میں موجود ہوں۔میرے ذہن میں آیا کہ اب کسی بھی لمحے یہ لوگ مجھ پر پتھروں کی بارش کردیں گے اور مجھے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔میں موت کو بہت ہی قریب سے دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ بہت خوفزدہ بھی تھی۔اتنے میں ہینڈسم سپاہی ایک برقعے والی عورت کو ساتھ لئے ہوئے آگے بڑھا اور مجھے کہا کہ یہ عورت تمہاری تلاشی لے گی۔اس وقت میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ کہاں گئی افغان مردوں کی جنسی ہوس کی داستانیں۔اگر امریکن سپاہیوں کے ہتھے چڑھی ہوتی تو میرے جسم کی پتہ نہیں کیا حالت کرتے۔ان افغان سپاہیوں نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا، بلکہ تلاشی کے لئے عورت کا انتظام کیا۔اس وقت میں شلوار قمیص پہنے ہوئے تھی۔میں نے اپنی قمیص کو اوپر کرتے ہوئے کہا ''ادھر دیکھو کیا تمہیں کوئی ہتھیار نظر آرہا ہے؟ میرے اس انداز پر انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

وہاں سے مجھے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔بڑی عزت سے انہوں نے مجھے وہاں رکھا، وہاں میں نے بھوک ہڑتال کردی اور اعلان کردیا کہ مجھے واپس بھیجو، میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔سپاہی صبح شام کھانا لاتے اور کہتے ''تم ہماری بہن ہو کھانا کھالو۔'' ان کے اس رویے سے میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ یہ لوگ بُرے نہیں ہوسکتے اور افغانیوں کے اتنے اچھے رویے سے میں اسلام کی عظمت محسوس کرنے لگی۔

ایک دن مجھے بتایا گیا کہ ایک اہم شخصیت مجھ سے ملنے آرہی ہے اور مجھے اس کی عزت کرنے کی تلقین بھی کی۔دوسرے دن ایک شخص، جن کے چہرے پر سفید داڑھی بڑھی ہوئی تھی،

Scanned with CamScanner

مجھے ملنے آئے۔ یہ امام صاحب تھے، انہوں نے مجھ سے میرا مذہب پوچھا، میں نے بتایا میں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں۔ امام صاحب کہنے لگے کہ اسلام کے متعلق کیا خیال ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جتنا کچھ جانتی ہوں، وہ بہت اچھا ہے۔ امام صاحب نے مجھے اسلام قبول کرنے کے لئے کہا تو میں نے جواب دیا کہ جب میں واپس اپنے ملک جاؤں گی تو اسلام کی پوری معلومات کے بعد اسلام قبول کروں گی۔

کچھ دنوں کے بعد مجھے کابل کی جیل میں پہنچا دیا گیا، یہ جیل خانہ بری حالت میں تھا۔ وہاں طالبان نے پہلے ہی سے چند Nuns کو قیدی بنا رکھا تھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی، جب میں نے Nuns کو بائبل پڑھتے اور مذہبی معمولات ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی۔ Nuns مجھے بالکل پسند نہیں کرتی تھیں۔

ایک دن میں نے اپنے اندرونی کپڑے دھو کر باہر سکھانے کے لئے ڈالے تو بڑے باس کو بلایا گیا اور مجھے حکم دیا کہ ان کپڑوں کو یہاں سے ہٹاؤ، کیونکہ سپاہیوں کی نظر ان کپڑوں پر پڑ سکتی ہے جو کہ اخلاق خراب کرنے والی بات ہے۔ میں نے احتجاج کیا کہ یہ میرے کپڑے ہیں، میں انہیں سکھائے بغیر وہاں سے نہیں ہٹاؤں گی۔ لیکن مجبوراً مجھے اپنے کپڑے وہاں سے ہٹانے پڑے۔ میں اس واقعے سے محظوظ بھی ہوئی اور سوچنے لگی کہ افغان سپاہیوں کو بھگانے کے لئے امریکہ کو بموں کی ضرورت نہیں ہے، صرف عورتوں کے کپڑے دکھا دیں، وہ بھاگ جائیں گے۔ آج مجھے خوشخبری سنائی گئی کہ ان شاءاللہ کل آپ گھر جائیں گی۔ اسی رات کابل پر بمباری شروع ہوگئی دوسرے دن مجھے پاکستانی بارڈر پر اتارا گیا۔

واپسی پر میڈیا بار بار مجھ سے یہی سوال کر رہا تھا کہ کیا سلوک کیا طالبان نے تمہارے ساتھ؟ میرے اس جواب سے سب خوش بھی ہوئے اور مایوس بھی کہ انہون نے میرے ساتھ بہت اچھا

سلوک کیا اور میں خوش قسمت تھی کہ افغانیوں کی قید میں تھی، امریکیوں کی قید میں نہیں۔ان الفاظ پر ہال ایک بار پھر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔

اپنے ملک میں آ کر میں نے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کیا اور عورتوں کے حقوق پڑھ کر معلوم ہوا کہ اسلام میں عورت کا کتنا اعلیٰ مقام ہے۔قرآن میری روح تک پہنچ رہا تھا۔انہی دنوں شیخ ابوحمزہ نے فون پر رابطہ کرتے ہوئے پوچھا کہ کب اسلام قبول کرنے کا ارادہ ہے۔میں نے کہا ابھی سوچ رہی ہوں۔شیخ صاحب کی اس بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ''کوئی جلدی نہیں ہے، لیکن اگر ابھی تم باہر جاؤ اور کسی حادثے کا شکار ہو جاؤ، تو مجھے الزام نہ دینا۔شیخ صاحب کی یہ بات دل کو لگی اور فوراً شیخ صاحب کو فون پر خوشخبری سنائی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جنوری میں جب میں حج کے لئے گئی تو ایک دن میں نماز کے لئے ذرا لیٹ ہو گئی، تو میری طرح اور بھی بہت سے لوگ حرم شریف کی طرف رخ کئے بھاگ رہے تھے۔سب کی کوشش یہی تھی کہ وقت پر نماز میں شامل ہوسکیں۔ادھر امام نے اللہ اکبر کہا اور لمحوں میں سب مسلمان ایک فولادی دیوار کی مانند اللہ کے حضور کھڑے ہو گئے۔میں نے وہاں اتحاد کا ایسا مظاہرہ دیکھا، جو مجھے کبھی کسی فوج میں بھی نظر نہیں آیا۔میں نے سوچا سبحان اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی فوج ہے۔اسے کوئی ہستی تقسیم نہیں کر سکتی۔اگر ہم مسلم ایک ہو جائیں تو کسی کو جرأت نہیں ہوسکتی کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کر سکے۔

یاد رہے کہ محض دس روزہ قید سے رہائی کے بعد رڈلے نے وہ کتاب لکھی جس نے ''مہذب'' کا مفہوم بدل کر رکھ دیا اور دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا۔''ان دی ہینڈز آف طالبان'' میں اس نے اقرار کیا:

''مجھے مہمان اور بہن بنا کر رکھا گیا۔ وہ خود زمین پر سوتے تھے مجھے پلنگ مہیا کیا گیا۔ خود گرمی میں رہتے تھے، مجھے اے سی لگا کر دیا گیا۔ وہ خوبصورت، صحت مند اور نوجوان تھے، مگر کسی نے میری طرح بری نگاہ سے دیکھا تک نہیں۔ میں ان دس دنوں میں جتنی محفوظ رہی ہوں، گزشتہ 43 سالوں میں نہیں رہی تھی۔''

فیصلہ کرنا مشکل نہیں............ مہذب کون ہے!!

اس طرح یونیورسٹی آف کیلی فورنیا میں اسلامی خواتین اور نیئر ایسٹرن سٹڈیز کی لیکچرر حاتم بازیان کا کہنا ہے کہ قرآن مناسب لباس پہننے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن میں بال اور جسم ڈھانپنے کا حکم ہے ہر عورت کے تحفظ کے لئے انتہائی اہم ہے تاکہ مردوں کے سر اس کی جانب نہ مڑیں لیکن یہ دوسرے مذاہب میں بھی ہے۔ ویٹ کن جانے والوں کے لئے بھی تو سر ڈھانپنا ضروری ہے ماہا چوہدری کی پرورش کویت میں ہوئی۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے 14 سال کی عمر میں حجاب پہننے کا فیصلہ کیا۔ ابتدا میں میرے گھر والوں نے اس کی مخالفت کی۔ تاہم مجھے پتا تھا کہ مجھے یہ کام کرنا ہے سو میں نے فیصلہ نہ بدلا۔ میں اپنے خاندان میں حجاب پہننے والی پہلی لڑکی تھی۔ 18 سال کی عمر میں میں کینیڈا آ گئی۔ یونیورسٹی میں حجاب پہننے والی میں دوسری لڑکی تھی۔ یہاں کے لوگ حجاب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ مجھے عجیب نظروں سے دیکھا جاتا اور عجیب عجیب تبصرے بھی کئے جاتے۔

میرے ایک کلاس فیلو نے بہت عرصہ بعد مجھے کہا کہ پہلی بار تمہیں حجاب پہنے دیکھ کر ہم نے سوچا شاید یہ مسلمانوں کی ''نن'' ہے تاہم جب میں 1997ء میں فری مونٹ آ گئی تو زیادہ مسئلہ نہیں ہوا کچھ نوجوان حیرت سے دیکھتے ہیں لیکن یہ بڑا مسئلہ نہیں۔ لوگ مجھ سے پوچھتے

Scanned with CamScanner

ہیں کیا آپ ہر وقت حجاب پہنے رکھتی ہیں؟ کیا آپ اسے سونے کے لئے بھی نہیں اتار سکتیں؟ ظاہر ہے میرا جواب ''نہ'' میں ہوتا ہے۔ میں اپنے گھر والوں کے سامنے حجاب نہیں پہنتی ہوں فری مونٹ کی ایک اور رہائشی اور ایسٹ بے اسلامک سوسائٹی کی رکن معینہ شائع کا کہنا ہے کہ میں نے 5 سال پہلے حجاب پہننا شروع کیا، اور جس پر کام کرنے والی اپنے خاندان کی پہلی لڑکی تھی۔ میں جانتی تھی کہ اس کا حکم قرآن میں ہے۔ اور پھر یہ کہ میں اپنے بچوں کو اپنے مذہب کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں تو مجھے خود بھی اس پر عمل کرنا چاہیے۔ حاتم بازیان کا کہنا ہے کہ اگر کوئی امریکہ میں کوئی مسلمان خاتون حجاب پہننے کا فیصلہ کرے تو یہ اس کا انتہائی بڑا اقدم ہے اس کا احرام کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ حجاب پہننے والی خواتین کو زیادہ پسند نہیں کیا جاتا ان کے لئے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں۔ حجاب والی خواتین کو گھورا جاتا ہے ان کی جانب اشارے کئے جاتے ہیں اور اس کا تعلق دہشت گردوں سے جوڑا جاتا ہے۔ ان حالات میں مغرب میں کسی عورت کا حجاب پہننے کا فیصلہ اس کے اپنے لئے چیلنج ہے۔ اس لیے حجاب حوصلے اور بہادری کی علامت بن چکا ہے۔

حجاب کے مخالفین وحشت پر اتر آئے ہیں

عائشہ گسنجر*

نور کنعان بازرغان استنبول یونیورسٹی میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی تھیں لیکن گذشتہ سال مئی میں اچانک پولیس حکام نے انہیں گرفتار کیا ان کا قصور کیا تھا؟ ان کا قصور محض یہ تھا کہ انہوں نے امتحانات میں سکارف پہن کر آنے کی جسارت کی تھی چنانچہ مقدمہ چلا انہیں چھ ماہ کے لئے جیل بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں چھ ماہ کی قید جرمانے میں تبدیل کر کے انہیں رہا کر دیا گیا۔ جب ترک میڈیا کے ذریعے حجاب کے خلاف ایک احمقانہ مہم کے ساتھ سکولوں اور سرکاری ملازمتوں سے با حجاب لڑکیوں اور خواتین کے اخراج کے بعد بھی حکام حجاب کی مقبولیت کو روک نہ سکے تو اب

* ۲۸ عائشہ گسنجر: ماہنانہ خواتین میگزین ستمبر ۲۰۰۵، ترجمہ عبد الغفار عزیز

Scanned with CamScanner

باحجاب خواتین کو جیل بھیج دینے اور بھاری جرمانے عائد کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ حکام کا خیال ہے کہ وہ اس طریقے سے ترک سیکولرازم کا بچاؤ کرسکیں گے۔

دوسری طرف گزشتہ اپریل کی بات ہے کہ بین الاقوامی میڈیا میں ایک خبر شائع ہوئی کہ ایک کویتی طالبہ کو سرراہ تین افراد نے روک دیا اور اس سے پوچھا کہ وہ حجاب کا اہتمام کیوں نہیں کرتی؟ جب اس طالبہ نے کہا کہ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق؟ تو ان تینوں افراد نے طالبہ کو مارا پیٹا اور اس کا بازو توڑ دیا۔ کویتی حکومت نے کہا کہ مجرموں کو قرار واقعی سزادی جائے گی۔ پوری دنیا میں خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیموں نے اس خبر کی تصدیق کئے بغیر خوب شور مچایا اور کہا کہ انتہا پسندی کویتی خواتین کے لئے خطرہ بنتی جارہی ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ بین الاقوامی برادری کو کویتی طالبہ پر ''زبردستی'' نظر آ گئی اور اس کے انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے خوب شور مچ گیا لیکن انہیں ترک طالبہ نظر نہیں آئی۔ اس نے بھی اپنی مرضی کے مطابق لباس پہنا تھا۔ اسلامی طرز لباس پسند کرنا اس کا انسانی حق ہے لیکن بین الاقوامی برادری کو باحجاب طالبہ کا انسانی حق نظر نہ آیا۔ یہاں حجاب کو ایک ایسا ستم قرار دیا جاتا ہے جو مردوں کی طرف سے عورتوں پر مسلط کیا جاتا ہے۔ لیکن جب حجاب کو ایک انسانی حق کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تو بین الاقوامی برادری ایسے ممالک کا تذکرہ چھیڑ دیتی ہے جہاں عورتوں پر حجاب اختیار کرنا قانوناً لازم ہے یا جہاں کی مضبوط معاشرتی روایات ان سے ایسا کرنے کا تقاضا کرتی ہیں۔ ایسے میں حجاب کو بنیاد پرستی سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ اور پھر عورتوں پر سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنا بنیادی حق استعمال کرنے پر مصر رہیں تو انہیں جیل بھیج دیا جاتا ہے یا گھروں میں نظر بند کر دیا جاتا ہے۔ خواتین کو ان

بچوں سے بھی کم تر سمجھا جاتا ہے جو ماچس سے کھیلتے ہیں تو ان سے ماچس چھین لی جاتی ہے تا کہ وہ اپنا نقصان نہ کر بیٹھیں ۔اس طرح خواتین سے حجاب چھینا جا رہا ہے۔

بین الاقوامی برادری مسلمانوں کو حجاب کے حوالے سے اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتی ۔ جب بھی مسلمانوں نے حجاب کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی شکایت کی تو اسے وقعت نہیں دی گئی بلکہ اس کے جواب میں ایسا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا کہ مسلمان خود ہی دفاعی لائن پر جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا مرتکب خیال کرنے لگتے ہیں اور سکارف پہننے والی خواتین کو بھی مطعون کرنے لگتے ہیں۔ اگر چہ حجاب کے حق میں کچھ پیش قدمی ہوئی ہے ،سکولوں اور دفاتر میں حجاب کے حق کو بعض جگہوں پر تسلیم کیا جا رہا ہے ،تاہم حجاب کے حق میں دلائل اور اسلامی نقطہ ءنظر کا اظہار قرآن مجید کے دلائل سے ہونا چاہیے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ حجاب مردوں اور عورتوں دونوں کی حفاظت کرتا ہے۔ حجاب فتنوں اور جنسی استحصال سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ عورت اور مرد دونوں کو وقار عطا کر کے ،انہیں اللہ کا بندہ بناتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے اور معاشرے پر خاصے اہم اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس بات کی وضاحت اس وقت ہو جائے گی جب آپ ایک نظر دنیا کے حالات پر ڈالیں گے۔

ازبکستان میں مردوں کو داڑھیوں اور عورتوں کو حجاب کی وجہ سے اکثر و بیشتر گلیوں اور بازوں میں ہراساں کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات حکام انہیں گرفتار بھی کر لیتے ہیں۔ ترکی میں سکولوں اور سرکاری دفاتر میں حجاب پہن کر آنے پر پابندی عائد ہے۔ خواتین نے بیرا پہن کر آنے کی کوشش کی تو اس پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ۔مروہ قواکچی ترک عوام کا اعتماد حاصل کر کے

پارلیمنٹ میں پہنچیں مگر انہیں سکارف پہننے کے ''جرم'' میں پارلیمنٹ کی رکنیت سے محروم کر دیا گیا۔ ترک حکام کو اس پر تسکین نہ ہوئی تو انہوں نے 9 ستمبر 1999ء کو مروا کی ترک شہریت بھی منسوخ کر دی۔ تیونس میں خواتین کی ایک بڑی تعداد کو سکارف پہننے کی وجہ سے ملازمتوں سے برطرف کر دیا گیا۔ بعض خواتین کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور ان کے برقع پھاڑ دیئے۔ خواتین عہدیداروں کے گھروں میں پولیس بغیر اطلاع چھاپے مارتی رہی۔ اس میں رات دن کی کوئی تمیز روا نہ رکھی گئی۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ خواتین رہنماؤں کی عصمت دری کے واقعات بھی سامنے آ رہے ہیں۔ بہت سی خواتین کے پاسپورٹس ضبط کر لئے گئے۔ پولیس نے ان خواتین کو ملنے والے ہر قسم کے معاشی تعاون پر پابندی عائد کر دی ہے۔ جو فرد ان کے ساتھ تعاون کی کوشش کرتا ہے، اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ بعض خواتین کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو طلاق دے دیں۔

مذکورہ بالا تینوں حکومتیں (ازبک، ترک اور تیونسی) اپنے اقدامات کا جواز یوں پیش کرتے ہیں کہ داڑھیاں دہشت گرد اور بنیاد پرست رکھتے ہیں اور سر پر سکارف لینے والی خواتین بھی دہشت گرد اور بنیاد پرست ہیں۔ بین الاقوامی برادری ان ممالک میں ہونے والے ظلم و ستم پر آنکھیں بند کر کے بیٹھی ہوئی ہے۔ اگر کوئی ان مظلوم و مقہور افراد کے حق میں بات کرتا ہے تو اسے بھی دہشت گرد تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل جیسا ادارہ بھی رپورٹ جاری کر چکا ہے کہ ان تین ممالک میں جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے جس کی دنیا کا کوئی قانون اور ضابطہ اجازت نہیں دیتا۔ ان پر بدترین تشدد کیا جاتا ہے اور ان پر جنسی حملے کرنا معمول بن چکا ہے۔ ان رپورٹس سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ حجاب پہننے والی خواتین کے خلاف اقدامات کو خواہ مخواہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے دراصل یہ شہری حقوق

کے خلاف جنگ ہے۔ اور بہت سی مسلمان حکومتیں اس میں برابر حصہ ڈال رہی ہیں۔ ملائیشیا کے صوبہ کیلنتان میں اسلامی تحریک ''پاس'' کی حکومت ہے۔ اسے عوام الناس کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اسی حمایت کے بل بوتے پر اس نے خواتین کے لئے حجاب پہننا ضروری قرار دیا ہے لیکن مرکزی حکومت نے ازخود مداخلت کرتے ہوئے ایک نیا قانون جاری کر دیا جس میں عورتوں کے لئے چہرے کا پردہ کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مصر میں بھی اسی طرح کا ایک قانون نافذ ہے جس کے مطابق سکول کی طالبات کے لئے سکارف پہننے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ سکارف پہننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ والدین کی طرف سے اجازت نامہ لائیں اور سکول میں جمع کروائیں۔ شمالی عراق میں بائیں بازو کی کرد پارٹی بھی سکول میں طالبات کو سکارف پہننے پر ڈراتی دھمکاتی رہتی ہے۔ یہاں بھی سیکولر انتظامیہ خواتین کے پسندیدہ اسلامی لباس کو انتہا پسندی قرار دیتی ہے۔

فرانس میں 1994ء سے سکول کی لڑکیوں کے لئے سکارف پہننے پر پابندی ہے۔ پرائیویٹ سکولوں کو اپنا قانون بنانے کی چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ حجاب کو برداشت کرتے ہیں یا نہیں۔ فرانسیسی وزیر داخلہ نے فروری 1999ء میں کہا کہ سکارف عورتوں کو کمتر بنا دیتا ہے اور اس نے فرانسیسی معاشرے میں مشکلات پیدا کی ہیں۔ اسی سال بیرون ملک رہنے والی بہت سی فرانسیسی خواتین کو پاسپورٹس کی تجدید کروانے میں شدید مشکلات پیش آئیں کیونکہ وہ اپنی تصاویر میں سکارف پہنے ہوئے تھیں۔ یہ معاملات صرف فرانس ہی تک محدود نہیں رہے بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں مسلمان لڑکیوں اور خواتین کو اسلامی لباس پہننے کی وجہ سے تعلیمی اداروں، دفاتر، عدالتوں اور گلیوں، بازاروں میں خاصے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں پردہ کرنے والی

خواتین کو ملازمتوں کے لائق نہیں سمجھا جاتا۔ ان ممالک میں کینیڈا، امریکہ، برطانیہ، جرمنی، ڈنمارک اور سری لنکا شامل ہیں۔ باقی ممالک میں بھی پردے اور داڑھی کو خطرناک ،لباس کے ضابطوں کے خلاف اور دوسرے لوگوں کو متنفر کرنے کا جواز بنا کر پابندیاں لگائی جارہی ہیں۔ لوگوں کی طرف سے طعن وتشنیع اور گھناؤنے الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ سکولوں میں باحجاب لڑکیوں کی تضحیک کی جاتی ہے اوران کے سکارف زبردستی کھینچ لئے جاتے ہیں۔

بہت سے ممالک میں مسلمان اس مسئلے سے لاتعلق بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس حوالے سے خاموش نہیں ہونا چاہیے۔ جب ریاستی قوانین مذہبی آزادی کی اجازت دیتے ہیں تو پھر ہر فرد کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر سکارف پر پابندی عائد کی جاتی ہے تو ہر فرد کو اس پابندی کے خلاف لڑنا چاہیے اور لوگوں کو بھی اس جدوجہد میں شریک کروانا چاہیے۔ اس حوالے سے اس ایک دوسری بات کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جوں جوں مسلمان طالبات اور خواتین کو تعلیمی اداروں یا دفاتر میں حجاب کے حوالے سے امتیاز کا نشانہ بننا پڑتا ہے، وہ اپنے آپ کو گھروں تک محدود کر لیتی ہیں۔ کیونکہ بعض افراد مشورہ دیتے ہیں کہ عورتوں کو غیر مسلماوں کی طرف سے مشکلات ومصائب سے بچنے کے لئے گھروں ہی میں رہنا چاہیے۔ اس ساری صورت حال کے نتیجے میں تعلیمی اداروں اور صحت کے مراکز میں مسلمان خواتین کی کمی ہوتی جارہی ہے۔ بعض ممالک میں حجاب لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ممالک مغرب کی نظر میں کھٹکتے ہیں۔ ان ممالک میں افغانستان، سعودی عرب، ایران، نائیجیریا کی زمفارا ریاست اور ملائیشیا کا صوبہ کیلنتان شامل ہیں۔ امریکہ میں حقوق نسواں کی تنظیمیں آج کی خواتین کے برقعہ کو مردوں کے ظلم کی علامت قرار دیتی ہیں۔

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس موضوع سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شاید وہ احساس ''جرم'' میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن احساس جرم میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں یہ لوگ اپنا موقف سر اٹھا کر کیوں پیش نہیں کرتے؟ جب ان کی مخالفت کھلم کھلا ہو رہی ہے تو یہ لوگ اپنا موقف کھلم کھلا پیش کرنے سے کیوں ہچکچاتے ہیں؟ جیسا کہ مغرب کا طرز عمل دوہرا اور منافقانہ ہے۔ وہ ایسے ممالک کے متعلق خاموش رہتا ہے جہاں عورتوں پر صرف اس لئے مقدمات قائم کئے جاتے ہیں کہ وہ اپنی پسند سے اسلامی طرز لباس اختیار کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسے ممالک کو محض حجاب کے حوالے سے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جہاں کی حکومتیں مغرب کے لئے ناقابل قبول ہیں۔ اس حوالے سے ایک مثال افغانستان میں طالبان کی حکومت تھی اور دوسری مثال ایران کی حکومت ہے۔ جبکہ یہی مغرب سعودی عرب جیسی حکومتوں سے آنکھیں چراتا ہے کیونکہ وہ مغرب کی اتحادی ہیں حالانکہ وہاں بھی حجاب لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ (یہ کہنے کا مطلب نہیں ہے کہ سعودی عرب کی حکومت کا قانون حجاب غلط ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ میں اس کی تحسین کرتی ہوں۔ میں تو محض مغرب کی منافقت اور دوہرے رویے کو ظاہر کر رہی ہوں۔) ایسے ماحول میں اسلامی تحریکوں کے لئے ایک بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے گھروں میں بیٹھا جائے۔ بلکہ معاشرے کے اندر فعال کردار ادا کرتے ہوئے ان کی سازشوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بصورت دیگر آہستہ آہستہ خواتین کے حقوق محدود سے محدود تر ہوتے چلے جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

حجاب کے اندر

خولہ لکاتا*

جاپانی نومسلمہ خولہ لکاتا حجاب کے بارے اپنے تاثرات بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں۔

''1991 کے اوائل میں جب میں نے فرانس میں اسلام قبول کیا تو اسکول میں حجاب کا استعمال گرما گرم بحث کا موضوع بنا ہوا تھا۔ فرانسیسی معاشی مسائل سے دوچار تھے جس کے نتیجے میں بے روزگاری عام ہوئی۔ بے روزگاری کے اسباب میں سے ایک سبب مسلم ممالک سے آنے والے تارکین وطن کو سمجھا گیا۔ اپنے شہروں اور اسکولوں میں حجاب کو دیکھ کر ان کے اندر زبردست منفی رجحانات پیدا ہوئے۔ عوام کی اکثریت کا خیال تھا کہ پبلک ایجوکیشنل سسٹم میں حجاب استعمال کرنے کی اجازت دینا سیکولرازم کے خلاف ہے۔ میں اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھی اس لیے یہ نہ سمجھ سکی کہ اگر کوئی طالبہ اپنے سر پر صرف کپڑا ڈال لیتی ہے تو اسکول اس کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں؟ میں یہ بھی نہ سمجھ سکی کہ مسلمانوں کے نزدیک حجاب استعمال کرنے کی اہمیت کیا ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ عقائد اور مذہبی معالات کی ادائیگی کے سلسلے میں اسکولوں کو غیر جانبدار رہنا چاہیے اور انھیں ان معالات میں اس وقت تک دخل نہیں دینا چاہیے جب تک اس سے اسکول کا ڈسپلن خراب نہ ہو۔ (حجاب استعمال کرنے کی وجہ سے کچھ مسلم لڑکیوں کا فرانسیسی اسکولوں سے اخراج بھی ہوگیا تھا)۔ فرانسیسیوں کو دوسرے اہل مغرب کی طرح یہ توقع تھی کہ تاریخ میں حجاب کا نام مغربیت اور سیکولرازم کے غلبے کے زیر اثر ختم ہو جائے گا لیکن عالم اسلام میں خاص طور سے نوجوان نسل کے اندر مختلف ممالک میں پردے کی طرف مراجعت کی ایک زبردست لہر پھیل رہی ہے۔ یہ موجودہ بیداری یا اسلامی احیا کا اظہار ہے۔ چوں کہ مسلمانوں کی عظمت اور تشخص کو نوآبادیاتی نظام اور معاشی استحصال کے ذریعے متعدد بار برباد کیا جا چکا ہے' اس لیے یہ عمل ان کی عظمت رفتہ کے دوبارہ حصول کی ایک علامت بن گیا ہے۔

* ۲۹۔ خولہ لکاتا جاپانی نومسلمہ: حجاب کے اندر، ترجمہ عبدالجلیل ماہنامہ ترجمان القرآن، ص۔۴۱، شمارہ مارچ ۱۹۹۷ء

Scanned with CamScanner

میرا تعلق جاپان سے ہے۔ تاریخی اعتبار سے مغربی ثقافت کا تجربہ ہم نے پہلی بار میجی دور میں' 1860 کے عشرے میں کیا۔ جب جاپان دوسرے ممالک کے لیے بند کردیا گیا تھا۔اس دور میں جاپانیوں کے اندر مغربی طرز زندگی اور لباس کے خلاف شدید ردعمل ہوا۔اسی طرح ہم لوگوں کا عربوں نیز دوسرے مسلمانوں کی حمایت کا سبب قدیم روایت پسندی یا مغربیت کی مخالفت میں تلاش کیا جاسکتا ہے جس کا خود جاپانیوں کو تجربہ ہے۔انسان کے اندر قدامت پسندی کا میلان جھلکتا ہے' لہٰذا وہ غیر شعوری طور پر نئے اور غیر مانوس طرز حیات کو قبول کرنے کے بجائے شدید ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔وہ کبھی یہ جاننے اور سمجھنے کے لیے نہیں رکتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا۔

ایسا ہی ان غیر مسلموں کا معاملہ ہے جو حجاب کو ظلم کیا یک علامت سمجھتے ہیں۔ان کا اعتقاد ہے کہ مسلم عورتوں کو رسم ورواج کا پابند بنادیا گیا ہے اور وہ اپنی قابل افسوس حالت سے ناواقف ہیں۔ان کا خیال ہے کہ مسلم عورت کی نجات تحریک آزادی نسواں یا کسی ایسی اقتصادی و معاشرتی اصلاح کے زریعے ہوگی جو اس کو آزادی دے' اس کے ذہن کو بیدار کرے اور اسے رسم ورواج نیز حجاب کی پابندیوں سے آزاد کرے۔

اس طرز فکر کو عام طور سے ان سب لوگوں نے اپنایا ہے جنھیں اسلام کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔سیکولرازم کے حمی غیر مسلم عام طور پر یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کوئی شخص ان کی زندگی کے رخ کو بدل کر اس مذہب کے مطابق کیوں کرنا چاہتا ہے جو صدیوں پہلے رائج ہوا تھا۔وہ اسلام کی قوت اور اپیل کو نہیں سمجھتے ہیں جو عالم گیر اور لازوال ہے۔وہ اس حقیقت سے پریشان ہیں کہ دنیا کی مختلف قومیتوں میں ان عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے جو اسلام کی طرف راغب ہورہی ہیں اور اپنے آپ کو مستور کررہی ہیں۔اس ''انوکھی شے'' سے انھیں پریشانی لاحق

ہے۔ یہ انوکھی شے جو صرف عورت کے گیسو ہی کو پوشیدہ نہیں رکھتی ہے جس تک ان کی نظروں کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ کوئی غیر مسلم باہر سے موثر طور پر یہ نہیں دیکھ سکتا کہ حجاب کی اندر کیا ہے اور نہ ہی میں ایسا مشاہدہ کرسکتی ہوں۔ اس موضوع سے متعلق بہت سی کتابوں کا انداز بھی سرسری اور خارجی جائزے کا ہے۔ ان کے مصنّفین کے حاشیہ خیال میں بھی وہ حقیقت نہیں آسکتی جو ایک عورت کی نگاہ، حجاب کے اندر سے بھانپتی ہے۔ 1991 میں مسلمان ہونے کے بعد ہی میرے تصورات اس سلسلے میں واضح ہوئے۔

ان ایام میں جب مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ میں اسلام قبول کروں یا نہ کروں، میں نے اپنے اندر سنجیدگی کے ساتھ روزانہ پانچ مطلوبہ عبادات ادا کرنے کی صلاحیت اور رجحان کا اندازہ نہیں لگایا تھا اور نہ ہی حجاب پہننے کے بارے میں سوچا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ میں اس بات سے خائف تھی کہ میرے مسلمان ہونے کے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کے لیے ہونے کے لئے میرے اندر منفی رجحان نہ پیدا ہو جائے۔ پیرس کی مسجد میں پہلی بار جانے سے قبل میں ایک ایسی دنیا میں رہتی تھی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نماز اور حجاب سے یکسر ناواقف تھی۔ میں بمشکل یہ تصور کرسکتی تھی کہ میں کبھی ان فرائض کو ادا کرسکتی ہوں یا ان طریقوں کو اپنا سکتی ہوں۔ پھر بھی میرے اندر کوئی چیز رونما ہو چکی تھی اور اسلامی برادری میں داخل ہونے کی میری خواہش اتنی شدید تھی کہ میں اس بات سے قطعاً پریشان نہ تھی جس سے مذہب تبدیل کتنے کے بعد میرا سابقہ ہوتا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مجھ اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت سے اسلام کے لیے ہدایت نصیب ہوئی تھی۔

پہلا مرحلہ:

اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد میں فوراً ہی اس کا فائدہ

محسوس کرنے لگی۔ مسجد میں اتوار کے اسلامی لیکچر میں پہلی مرتبہ شامل ہونے کے چند دن بعد اگلے اتوار کو پہننے کے لیے میں نے اسکارف خریدا۔ مجھ سے کسی نے اسکارف پہننے کو نہیں کہا تھا۔ میں مسجد اور وہاں کی دوسری مسلم بہنوں کے احترام میں ایسا کرنا چاہتی تھی۔ میں اتوار کی آمد کے لیے بے قرار تھی، کیونکہ گزشتہ لیکچر نے مجھے ایک ایسے روحانی جذبے سے سرشار کیا تھا جس کا اس سے قبل مجھے کوئی تجربہ نہ تھا۔ میرے دل میں روحانیت کے لئے اتنی اشتہا تھی کہ میں نے لیکچر کے ہر لفظ کو اس طرح جذب کرلیا جیسے خشک اسفنج پانی کو جذب کرتا ہے۔ دوسرے اتوار کو لیکچر روم میں جانے سے قبل میں نے وضو کیا اور اسکارف پہنا۔ لیکچر کے بعد میں پہلی بار نماز والے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے دوسری بہنوں کے ساتھ نہایت خاموشی سے نماز ادا کی۔ مسجد میں گزارے ہوئے چند گھنٹوں نے مجھے اتنا مسرور اور مطمئن کردیا تھا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد بھی اس مسرت کو اپنے دل میں محفوظ کرنے کے لئے میں اسکاف پہنے رہی۔ چونکہ وہ سردیوں کا موسم تھا۔ اس لیے لوگوں کو میرا اسکارف اپنی طرف متوجہ نہ کرسکا۔ عوام میں یہ میرا حجاب کا پہلا مظاہرہ تھا اور مجھے اپنے اندر ایک فرق احساس ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگئی ہوں۔

دوسرے ملک میں ایک جاپانی عورت ہونے کی وجہ سے لوگ مجھے پبلک مقامات پر گھور کر دیکھتے تھے تو میں مضطرب ہوجاتی تھی۔ اب میں اپنے آپ کو حجاب کی وجہ سے محفوظ سمجھتی تھی اور اپنے آپ کو غیر شائستہ نگاہوں کا مرکز نہیں سمجھتی تھی۔

اس کے بعد میں جب بھی باہر گئی تو حجاب میں گئی۔ یہ ایک ایسا بے ساختہ اور رضا کارانہ عمل تھا جس کو کسی نے مجھ پر جبراً نہیں لادا تھا۔ اسلام سے متعلق پہلی کتاب جس کا میں نے مطالعہ کیا،

Scanned with CamScanner

اس میں ''حجاب'' کو معتدل انداز میں واضح کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ اس کی پرزور نصیحت کرتا ہے۔'' اگر کسی نے تحکمانہ لہجے میں کہا ہوتا کہ ''جیسے ہی تم اسلام قبول کرو تم تم حجاب ضرور استعمال کرو''، تو میں اس حکم کے خلاف ضرور بغاوت کر دینا چاہتی۔ اسلام کا مطلب ہے اللہ کی مرضی کے لیے سپردگی اور اس کے احکام کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کرنا۔ مجھ جیسی ہستی کے لیے جس نے برسوں بغیر کسی مذہب کے زندگی گزاری تھی کسی حکم کی بلاشرط تعمیل کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات بغیر کسی غلطی کے ہیں اور صحیح اسلامی طریقہ انہیں بلاچون و چرا تسلیم کرنا اور نافذ کرنا ہے۔ یہ صرف انسانی فہم وادراک ہے جس سے غلطی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ میں بہت سید وسرے لوگوں کی طرح اپنی قوت استدلال پر اعتماد رکھتی تھی اور کسی حاکم اعلیٰ کے وجود یا ضابطہ اخلاق کی ضرورت سے متعلق مسلسل سوالات کیا کرتی تھی۔ بہرکیف میری زندگی کے اس موڑ پر میری خواہشات بے ساختہ طور پر اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگئیں۔ الحمدللہ میں اسلامی فرائض کو بلا کسی جبر کے احساس کے ادا کرنے کے لائق ہوگئی تھی۔

میں اپنے نئے خول میں مطمئن تھی۔ یہ صرف اللہ کی اطاعت کی ہی نہیں تھا بلکہ میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی تھا۔ ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے پر ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ حجاب کے بعد مجھے ایک لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ یہ میرے عقیدے کا واضح اظہار ہے۔ یہ دوسروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاددہانی ہے اور میرے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاددہانی۔ میرا حجاب مجھے مستعد اور آمادہ کرتا ہے کہ ''ہوشیار ہوجاؤ''، تمہارا طرز عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہیے۔ جس طرح پولیس کا ایک سپاہی اپنی وردی

میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے، اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

اپنا مذہب تبدیل کرنے کے دو ہفتے بعد میں اپنی بہن کی شادی میں شرکت کے لئے جاپان واپس ہوئی۔ اسلام قبول کرتے ہی میں نے وہ شے دریافت کرلی تھی جس کی مجھے تلاش تھی اور اب میری فرانسیسی ادب میں ڈاکٹریٹ کے حصول میں مزید دلچسپی نہ رہی تھی۔ اس کے بجائے میرے جذبات عربی اور قرآن سیکھنے کی طرف مائل ہوگئے۔ اس لیے میں نے تہیہ کرلیا کہ فرانس واپس نہ جاؤں گی۔

ایک چھوٹے سے جاپانی قصبے میں رہنا یقیناً ایک آزمائش تھی۔ میں نے ماضی قریب ہی میں مذہب تبدیل کیا تھا۔ اسلام سے متعلق میری معلومات بھی کم تھیں، دوسرے مسلمانوں سے مکمل طور پر علیحدہ بھی تھی۔ تاہم اس علیحدگی نے میری اسلامی معلومات کو وسیع کردیا۔ روزانہ پنجگانہ نماز کی ادائیگی اور اسکارف کے استعمال نے میری اسلامی شناخت کو مستحکم کرنے میں معاونت کی اور میرے تعلق باللہ کو تقویت دی۔ میں تنہائی میں اکثر اللہ سے اپنا تعلق استوار کرتی تھی۔

میں جس طرز کا لباس زیب تن کرتی تھی، اب اس میں پہلی بار بڑی تبدیلی ہوئی۔ اسلام عورتوں کو پبلک میں اپنے جسم کی ساخت کی نمائش سے منع کرتا ہے۔ اس لیے مجھے اپنے بہت سے کپڑوں کو ترک کرنا پڑا، جو میری جسمانی ساخت کو پرکشش بناتے تھے۔ منی اسکرٹ، پینٹ، ہاف پینٹ اور چھوٹی آستین کے بلاؤز حجاب سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے میں نے اپنے لیے پاکستانی طرز کی شلوار اور خواتین کے پہننے کی ڈھیلی ڈھالی ''کرتی''، یعنی جمپر بنوایا۔ جب لوگ میرے نئے انوکھے فیشن کو گھور کر دیکھتے تھے تو اس سے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

تیسرا مرحلہ:

مذہب تبدیل کرنے کے چھ ماہ بعد میں نے مصر کا سفر کیا۔ میں نے اپنی عربی اور اسلام کے مطالعے کی شدید خواہش کی تکمیل کسی مسلم ملک میں کرنے کا عزم کیا تھا۔ میں مصر میں صرف ایک جاپانی شخص کو جانتی تھی، میرے میزبان کے گھر میں کوئی انگریزی نہیں بولتا تھا۔ میں اپنے میزبان کو پہلی نظر میں دیکھ کر سخت متحیر ہوئی۔ وہ سر سے پاؤں تک بشمول چہرہ سیاہ لباس میں ڈھکی ہوئی تھی۔ اس سے قبل میں نے فرانس میں ایک عورت کو چہرے کے نقاب کے ساتھ سیاہ لباس میں دیکھا تھا۔ میں نے ایک بڑی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ وہاں ان مسلم عورتوں کے درمیان جو رنگین لباس زیب تن کئے ہوئے تھیں اور اسکارف پہنے ہوئے تھیں، اس کی موجودگی بڑی انوکھی معلوم ہوئی۔ میں نے پھر غور کرنا شروع کیا۔ ''یہ ایک ایسی عورت ہے جو عرب رسم و رواج کے بندھن میں جکڑی ہوئی ہے اور اسلام کی اصل تعلیم سے نابلد ہے۔'' اس وقت میری اسلامی معلومات بہت محدود تھیں۔ میرا اعتقاد تھا کہ چہرہ ڈھکنے کی جڑیں نسلی رسم و رواج سے منسلک ہیں جس کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ایسا ہی خیال میرے اندر اس وقت پیدا ہوا جب یہ جاپانی عورت مجھے اپنے گھر لے گئی۔ میں اس سے کہنا چاہتی تھی کہ ''آپ غلو سے کام لے رہی ہیں۔ یہ غیر فطری ہے۔'' مردوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھنے کی اس کی کوششیں بھی خلاف معمول دکھائی دیں۔

جلد ہی اس بہن نے مجھے بتایا کہ میرے کپڑے پبلک میں استعمال کرنے کے لئے موزوں نہیں ہیں، اگرچہ میرا یقین تھا کہ میری پوشاک اسلامی پوشش کے مطالبات کے موافق تھی۔ میرے اندر حالات سے مطابقت کرنے کی کافی صلاحیت تھی۔ مشہور مقولہ ہے کہ ''جب روم میں

رہوتو وہی کرو جو رومی کرتے ہیں۔‘‘میں نے ایک سیاہ لباس اور ایک لمبا سیاہ سرپوش جس کو دوپٹا کہا جاتا ہے، بنایا۔ اس طرح میں چہرے کے علاوہ مکمل طور پر ڈھک گئی۔ میں نے نقاب کے متعلق بھی سوچا۔ فضا کے مستقل گرد وغبار سے محفوظ رہنے کے لئے یہ ایک عمدہ شے لگی۔ لیکن میری میزبان بہن نے کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے یہ سوچ کر کہا ہو کہ میں جاپان میں اس پر عمل نہ کرسکوں گی یا میرا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ان بہنوں کا یقین محکم تھا کہ چہرہ چھپانا ان کے مذہبی فرائض کا ایک جزو ہے۔

زیادہ تر بہنیں جن سے میں متعارف ہوئی، نقاب استعمال کرتی تھیں۔ بہرکیف قاہرہ جیسے بڑے شہر میں ان کی تعداد کم تھی۔ بعض کو تکلیف ہوئی اور میرا کالا دوپٹا دیکھنے کے باوجود بھی گلے ملیں۔ عموماً مغرب زدہ مصری مرد برقع پوش عورتوں سے دور رہتے تھے اور انہیں ’’الاخوات‘‘ کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ خصوصی احترام اور نرمی کا رویہ رکھتے تھے۔ یہ بہنیں خاص حد کے اندر ہی دکھائی دیتی تھیں۔ عموماً برقع پوش خواتین اپنے عقیدے کی زیادہ پابند تھیں۔ اسکارف کا استعمال بہت کم یا بالکل نہ کرنے والی اپنے فرائض کی ادائیگی سے بالکل بے نیاز معلوم ہوتی تھیں۔

قبول اسلام سے قبل میں چست پینٹ اور منی اسکرٹ زیب تن کرتی تھی۔ لیکن اب میری لمبی پوشاک نے مجھے بہت مسرور کیا اور میں نے سمجھا کہ میں ایک شہزادی کی طرح ہوں۔ اسکے ساتھ میں نے اس کو زیادہ آرام دہ پایا۔ میں نے سیاہ پوشش کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے برعکس میں نے قاہرہ جیسے غبار آلود شہر میں اپنی کالی پوشاک کو زیادہ موزوں پایا۔ میری مسلم بہنیں اپنی سیاہ پوشاک اور دوپٹے میں بڑی دلکش لگتی تھیں اور جب اپنے چہروں سے نقاب اٹھاتی تھیں تو اندرونی

Scanned with CamScanner

نور نمایاں ہوتا تھا۔

میں قاہرہ میں اپنے قیام کے دوران سیاہ برقعے میں بہت خوش تھی۔ میرے اندر اس وقت منفی ردعمل ہوتا تھا جب میری مصری بہنیں مجھے مشورہ دیتیں کہ جب میں جاپان واپس جاؤں تو وہاں بھی اسی طرح رہوں۔ مجھے اس بات پر خفگی اور ندامت ہوئی کہ اس وقت جو میں سوچتی تھی وہ نادانی تھی۔ میری دانست میں اسلام عورتوں کو ستر پوشی اور شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں کوئی عورت برقعے کا جو طرز پسند کرے، استعمال کر سکتی ہے، مگر یہ نہ تو بہت باریک اور چست ہو اور نہ ہی زیب و زینت والا۔

ہر سماج کا اپنا ایک فیشن ہوتا ہے۔ میرا تصور تھا کہ اگر میں جاپان کی گلیوں میں لمبی سیاہ پوشاک زیب تن کر کے منظر عام پر آؤں تو مجھے پاگل سمجھا جائیگا۔ میں نے اپنی مصری بہن سے مباحثہ کرتے ہوئے کہا میری نئی پوشاک سے جاپانیوں کو گہرا صدمہ ہوگا اور کوئی میری بات نہیں سنے گا۔ وہ اسلام کو صرف اس کے ظاہر ہی سے رد کر دیں گے اور اس کی تعلیمات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

بہر حال مصر میں اپنے قیام کے اختتام تک میں اپنے لمبے لباس کی عادی ہوگئی تھی اور اسے جاپان میں بھی پہننے کا خیال تھا۔ مجھے اپنے ملک میں سیاہ لباس زیب تن کرنے میں اب بھی تکلف تھا، اس لیے میں نے کچھ ہلکے رنگ کے لباس اور دوپٹے بنائے۔ اس طرز کی پوشاک زیب تن کیے ہوئے میں ایک بار پھر اپنے وطن واپسی ہوئی۔

چوتھا مرحلہ:

جاپان میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لیے وہ کبھی نظر نہیں آتے۔ تاہم میرے

سفید دوپٹے کے ساتھ جاپانیوں کا رویہ ہمت افزا تھا۔ مجھے اس سلسلے میں ناپسندیدگی اور تضحیک کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ لوگوں نے مان لیا تھا کہ میرا تعلق کسی مذہب سے ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ کس سے؟ میں نے ایک لڑکی کو اپنی سہیلی سے دھیرے سے یہ کہتے سنا کہ میں بدھ مذہب کی راہبہ ہوں۔ دراصل اسلام قبول کرنے سے بہت پہلے میرے اندر ایک راہبہ کی زندگی گزارنے کی زبردست خواہش تھی۔ یہ بڑا دلچسپ پہلو ہے کہ ایک مسلم اور ایک عیسائی یا بدھ راہبہ کی خارجی ہئیت میں بڑی حد تک مشابہت ہے۔ ایک بار میں پیرس کے سفر میں ایک کیتھولک راہبہ کے ساتھ کار میں سفر کر رہی تھی کہ ہم میں اتنی مشابہت تھی کہ میں بمشکل اپنے تبسم کو روک سکی۔ کیتھولک راہبہ کا لباس اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دینے کی علامت ہوتا ہے، اور اس کا احترام کیا جاتا ہے اور یہی اس کی پہچان بھی ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے مسلم عورت کا حجاب بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کا مظہر ہوتا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ لوگ ایک راہبہ کے لباس کا تو احترام کرتے ہیں اور مسلمان کے حجاب کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور اسے ایک علامت کے بجائے انتہا پسندی اور مظلومیت کا مظہر گردانتے ہیں۔

ایک بار ٹین میں ایک بزرگ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کیوں یہ نرالے طرز کا لباس پہنتی ہوں؟ میں نے وضاحت کی کہ میں مسلمان ہوں اور عورتوں سے اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے اپنا جسم پوشیدہ رکھیں، کیونکہ دل کشی اور حسن کا نامناسب اظہار مردوں کو خواہ مخواہ آزمائش میں ڈالتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ عورتوں کی طرف جنسی جذبے کے تحت نہیں دیکھتا۔ یہ صحیح ہے، لیکن مسئلہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو ایسا کرتے ہیں۔ ان غیر معمولی جنسی زیادتیوں اور جرائم پر غور کیجیے جو بہت سے معاشروں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہم ان

Scanned with CamScanner

حادثوں کو مردوں کو محض اعلیٰ اخلاق اور ضبط نفس کی تلقین کر کے نہیں روک سکتے۔اس کا حل صرف اسلامی طرز حیات ہی میں مضمر ہے جو عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردے میں رکھیں اور مردوں سے تعلق رکھنے سے ممکنہ حد تک اجتناب کریں۔منی اسکرٹ کا مطلب ہوتا ہے کہ ''اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے لے جاسکتے ہیں۔'' حجاب صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ ''میں آپ کے لئے ممنوع ہوں۔'' بزرگ اس وضاحت سے کافی متاثر دکھائی دیئے۔شاید اس لیے کہ وہ آج کل کی عورتوں کے ہیجان انگیز فیشن کو ناپسند کرتے تھے۔وہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے ٹرین سے یہ کہتے ہوئے اتر گئے کہ کاش ہمارے پاس اسلام سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے مزید وقت ہوتا۔ جاپانی لوگ عموماً مذہبی گفتگو کے عادی نہیں، تاہم میرے حجاب نے اسلام پر گفتگو کرنے کا دروازہ کھول دیا۔

میرے گھر میں صرف میرے والد کو میرے متعلق زیادہ تشویش تھی کیونکہ میں مکمل پردے میں رہتی تھی۔گرم ترین دن میں بھی، موسم گرما میں ہر شخص گرم ہو جاتا ہے لیکن میں نے حجاب کو اپنے سر اور گردن پر براہ راست سورج کی کرنوں سے بچنے کا موزوں ذریعہ پایا۔شاید میرے عزیز و اقارب میرے قریب رہنے کو اپنے لیے غیر موزوں سمجھتے تھے۔تاہم میں اپنی چھوٹی بہن کی ران دیکھ کر مضطرب ہوگئی۔ اپنا مذہب تبدیل کرنے سے ...... جو نیکر پہنے ہوئے تھی۔..... پہلے بھی کسی عورت کے جسم کی ساخت کا منظر جو اس کی جلد سے چپکے ہوئے باریک لباس سے جھلکتا تھا، مجھے پریشان کر دیتا تھا۔مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں نے کوئی ایسی شے دیکھ لی ہے جس کو مجھے دیکھنا نہیں چاہیے تھا۔اگر یہ بات ایک عورت کو پریشان کرسکتی ہے، تو مردوں کو کتنا متاثر کرتی ہوگی، اس کا تصور مشکل نہیں ہے۔

کچھ عورتیں صرف اس وقت عمدہ پوشاک زیب تن کرتی ہیں، جب وہ گھروں سے باہر جاتی ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں رہتا کہ وہ گھروں کے اندر کس طرح رہتی ہیں۔ لیکن اسلام میں عورت اپنے شوہر کے لیے دلکش ہونے کی کوشش کرتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کے لیے پرشکوہ دکھائی دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے متعلق اس طرح کے جذبات ازدواجی زندگی کو پرلطف اور پرمسرت بناتے ہیں۔ کوئی عورت کسی مرد کی توجہ کیوں اپنی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے جب کہ وہ ایک شادی شدہ عورت ہے۔ کیا وہ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ دوسری عورتیں اس کے شوہر کو اپنی طرف مائل کریں؟ اس طرح کوئی بھی شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ اسلام خاندان کے استحکام میں کس طرح معاونت کرتا ہے۔

صرف عورتوں کو ہی اپنے جسم پوشیدہ رکھنے کے احکام صادر نہیں کیے گئے بلکہ مردوں کو بھی اپنی نظریں نیچی رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کھیل کود کے دوران بھی مردوں کے لیے ناف سے گھٹنوں تک اپنے جسم کے حصوں کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔

غیر مسلم یہ سوچ سکتے ہیں کہ مسلمان اپنے آپ کو کپڑوں میں پوشیدہ رکھنے کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ ہی حساس ہیں۔ وہ پوچھ سکتے ہیں ''جسم کی فطری حالت کو کیوں پوشیدہ رکھا جائے؟'' کچھ لوگ تیراکی کا عریاں لباس پہن کر تیرنے یا ننگوں کے کلب میں شامل ہونے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے۔ پھر بھی پچاس سال قبل جاپان میں تیراکی کے لباس میں تیرنا لفنگاپن سمجھا جاتا تھا اور عہد وسطیٰ میں مجاہد اپنی محبوب ومحترم بیوی کے جوتے کی ہلکی سی جھلک ہی دیکھ کر کانپ اٹھتا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کو پوشیدہ رکھنے کا معاشرے کا معیار تبدیل ہو چکا ہے۔ اگر آپ کسی شے کو پوشیدہ رکھیں تو اس کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کے جسم کو پوشیدہ

Scanned with CamScanner

رکھنے سے اس کی جاذبیت اور دلکشی بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ دنیا کی بیشتر ثقافتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ارگ اخلاقی قدریں زمانے سے متاثر ہوسکتی ہیں تو یہ تصور ناممکن نہیں ہے کہ مستقبل میں لوگ گلیوں میں بغیر کپڑوں کے عریاں گھومیں گے۔ اسے کوئی شے نہیں روک سکتی۔ ہم مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے کے لیے معیار متعین کردیا ہے؟ ہم اس کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہی ہمارا خالق ہے اور وہ جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا چیز سب سے عمدہ اور بہتر ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انسانی تہذیب کا آغاز اس وقت ہوا جب اس کے اندر شرم کا احساس ابھرا۔ اگر ایک انسان اپنی جسمانی خواہشات اور وظائف کی تکمیل چاہتا ہے اور ایسا کھلے عام کرتا ہے تو وہ جانور سے مختلف نہیں ہے۔ کیا یہی واحد راستہ ہے جس پر انسان سرپٹ چلا جا رہا ہے؟ سوال یہ ہے کہ مناسب لباس اور اخلاق کا تعین کون کرے گا؟...... خود انسان (جس کا معیار قدر ہوا کے رخ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے) یا اللہ تعالیٰ؟ وہ اللہ ہی ہے جو انسان کے ہر زمانے کے حالات سے باخبر ہے، اسی لیے اس نے عوام میں ظاہر ہونے اور عمل کرنے کے صحیح طریقے کو واضح کردیا ہے۔

پانچواں مرحلہ:

جاپان واپس آنے کے تین ماہ بعد میں اپنے شوہر (ایک جاپانی مسلمان سے، جو قاہرہ میں زیر تعلیم تھے، میں نے اپنے مصر کے قیام کے آخری ایام میں شادی کرلی تھی) کے ساتھ سعودی عرب گئی جہاں ملازمت مل گئی تھی۔ میں نے اپنے چہرے کو چھپانے کے لیے ایک چھوٹا سا سیاہ کپڑا بنالیا تھا جس کو نقاب کہا جاتا ہے۔ یہ میں نے اس لیے نہیں بنایا تھا کہ میں نے اپنی قاہرہ والی بہن کے طرز پر سوچنا شروع کردیا تھا مثلاً یہ کہ پردہ ایک مسلمان عورت کے مطلوبہ لباس کا ایک

Scanned with CamScanner

جز و ہے جب کہ میرا خیال تھا کہ چہرہ اور ہتھیلی کھلا رکھنے کی اجازت تھی، تاہم مجھے سعودی عرب جانے اور چہرے پر نقاب ڈالنے کی شدید خواہش تھی۔ مجھے یہ جاننے کا بڑا اشتیاق و تجسس تھا کہ نقاب کے اندر سے مجھے کیسا لگے گا!

ریاض پہنچنے کے بعد میں نے دیکھا سب ہی عورتیں چہرے پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں۔ غیر مسلم عورتیں اپنے سروں کو ڈھکے بغیر لاپرواہی کے ساتھ اپنے شانوں پر سیاہ عبا ڈالے رہتی تھیں۔ بہت سی غیر ملکی مسلم عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں۔ پھر بھی تمام سعودی عورتیں سر سے پاؤں تک مکمل طور پر پردے میں رہتی تھیں۔

پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں، برقعے کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں۔ اس کا انحصار عادت پر ہے۔ جب کوئی عورت اس کی عادی ہو جاتی ہے تو کوئی دقت نہیں ہوتی۔ پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے بڑا عمدہ لگا۔ انتہائی حیرت انگیز، ایسا محسوس ہوا، گویا میں ایک اہم شخصیت ہوں۔ مجھے ایک ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو، میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا، جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ریاض میں ابتدائی چند مہینوں تک میری صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔ لیکن جب میں نے جاڑے کا برقع بنایا تو اس میں آنکھوں کا باریک نقاب بھی شامل کر لیا۔ اب میرا پردہ مکمل تھا۔ اس سے مجھے یک گونہ آرام ملا۔ اب مجھے بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کے لیے غیر مرئی ہو گئی ہوں۔ آنکھوں کے پردے سے قبل مجھے اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد کی نظروں سے ٹکراتی تھیں۔ اس نئے نقاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی نگاہوں سے محفوظ کر دیا۔ ایک غیر مسلم کسی داڑھی والے مرد کو کسی ایک سیاہ برقع پوش خاتون کے ساتھ دیکھ کر اس

جوڑے کے متعلق ایک ایسے ہیولے کا تصور کرتا سکتا ہے جو ظالم و مظلوم یا غالب و مغلوب ہو۔ اسلام میں شوہر و بیوی کا ایسا تعلق ایک صفت سمجھی جاتی ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح عورت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کا احترام اور حفاظت ایک ایسے شخص کے ذریعے کی جاتی ہے جو واقعتاً اس کا لحاظ کرتا ہے، یا میں یہ کہہ سکتی ہوں اور کہ وہ اپنے کو ایک ایسی شہزادی تصور کرتی ہے جس کا ہم سفر اس کا محافظ ہوتا ہے ۔ یہ کہنا زبردست مغالطہ ہے کہ مسلم عورتیں مردوں کی نجی ملکیت ہیں اور انہوں نے حسد کی بنا پر اس بات سے روک دیا ہے کہ اجنبی مرد انہیں دیکھیں۔ ایک عورت اپنے آپ کو اللہ کے فرمان کی اتباع میں چھپائے رکھتی ہے تا کہ اس کو عظمت و سربلندی حاصل ہو۔ وہ گھورتی ہوئی اجنبی نگاہوں کا ہدف بننے یا اس کی شے ہونے سے انکار کر دیتی ہے ۔ وہ مغربی عورتوں کے لیے ہمدردی اور ترحم کا جذبہ رکھتی ہے جنھیں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

مجھے مسلمان ہوئے دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ میرے ماحول اور مذہبی شعور کے ساتھ ساتھ میرا حجاب پانچ بار تبدیل ہوا۔ فرانس میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کرنے کے فوراً بعد میں نے ہم رنگ فیشن ایبل لباس اور اسکارف استعمال کئے۔ سعودی عرب میں اب سر سے پاؤں تک مکمل سیاہ نقاب میں پوشیدہ ہوں۔ اس لیے مجھے حجاب کے آسان ترین طرز سے مکمل طرز تک کا تجربہ ہے۔

کئی سال قبل جب ایک جاپانی مسلمہ سر پر دوپٹہ پہنے ہوئے ٹوکیو کی ایک مسلم تنظیم میں نظر آئی تو جاپانی مسلم عورتوں نے اس سے کہا کہ وہ اپنے لباس کے معاملے میں دوبارہ غور کرے کیونکہ اس طرز کے لباس سے جاپانیوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔ اس وقت جاپان میں کم مسلمان

Scanned with CamScanner

عورتیں اپنے سروں کو چھپاتی تھیں۔ اب زیادہ سے زیادہ جاپانی عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں اور مشکل حالات کے باوجود سروں تک چھپا رہی ہیں۔ وہ سب یہ تسلیم کرتی ہیں کہ وہ اپنے حجاب پر نازاں ہیں اور اس سے ان کے ایمان ویقین کو تقویت ملتی ہے۔

باہر سے حجاب کو دیکھ کر کوئی شخص اس کیفیت کا تصور ہی نہیں کر سکتا جس کا اندرون سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ ہم اس معاملے کو دو مختلف زاویہ ہائے نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک غیر مسلم کو اسلام ایک جیل خانہ کی طرح نظر آتا ہے جس میں کسی طرح کی آزادی نہیں ہے۔ لیکن ہمیں اسلام میں رہ کر سکون، آزادی اور ایسی مسرت کا احساس ہوتا ہے جس کو کسی اور شکل سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جو کسی مسلم گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کو سب سے بہتر طرز حیات سمجھتا ہے، کیونکہ وہ اس سے ابتداء ہی سے واقف ہوتا ہے اور باہر کی دنیا کے کسی اور تجربے کے بغیر وہ بڑا ہوتا ہے لیکن میں تو پیدائشی مسلمہ نہیں ہوں، بلکہ میں نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہے۔ میں نے نام نہاد آزادی اور جدید طرز حیات کی دلفریبیوں اور لذتوں کو خیر باد کہہ کر اسلام کا انتخاب کیا ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عورتوں پر ظلم کر رہا ہے تو آج یورپ، امریکہ، جاپان اور دوسرے ممالک میں بہت سی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟ کاش کہ لوگ اس پر روشنی ڈالتے۔ کوئی شخص تعصب کی عینک لگا کر کسی ایسی عورت کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں ہو سکتا جو حجاب میں پر اعتماد، مطمئن، پرسکون اور باوقار ہو، جس کے چہرے پر مظلومیت کا سایہ تک نہ ہو۔ قرآن وسنت کی واضح تعلیمات اور حجاب اور اسلام کے دیگر شعائر کے خلاف مغرب کی متعصّبانہ مہم جتنی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے اتنی ہی تیزی کے ساتھ قبولیت اسلام اور اسلام کے شعائر پر فخر بھی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

مکالمہ

کیا اللہ نے عورت کو حجاب کا ہرگز حکم نہیں دیا؟ ڈاکٹر جاسم صاحب کہتے ہیں، میرے پاس ایک طالب علم لڑکی آئی اور پوچھا:

طالبہ: کیا قرآن پاک میں کوئی ایک بھی ایسی آیت ہے جو عورت پر حجاب کی فرضیت یا پابندی ثابت کرتی ہو؟

ڈاکٹر جاسم: پہلے اپنا تعارف تو کراؤ۔

طالبہ: میں یونیورسٹی میں آخری سال کی طالبہ ہوں، اور میرے بہترین علم کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کو حجاب کا ہرگز حکم نہیں دیا، اس لیے میں بے پردہ رہتی ہوں۔ تاہم میں اپنے اصل سے بالکل جڑی ہوئی ہوں اور اس بات پر اللہ پاک کا بہت بہت شکرادا کرتی ہوں۔

ڈاکٹر: اچھا تو مجھے چند ایک سوال پوچھنے دو!

طالبہ: جی بالکل۔

ڈاکٹر جاسم: اگر تمہارے سامنے ایک ہی مطلب والا لفظ تین مختلف طریقوں سے پیش کیا جائے تو تم کیا مطلب اخذ کروگی؟ طالبہ: میں کچھ سمجھی نہیں۔

ڈاکٹر جاسم: اگر میں تمہیں کہوں کہ مجھے اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کی ڈگری دکھاؤ۔

آپ نے پھر کہا: یا میں تمہیں یوں کہوں کہ اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کا رزلٹ کارڈ دکھاؤ۔

آپ نے پھر کہا: یا پھر میں تمہیں یوں کہوں کہ اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کی فائنل رپورٹ دکھاؤ۔ تو تم کیا نتیجہ اخذ کرو گی؟

طالبہ: میں ان تینوں باتوں سے یہی سمجھوں گی کہ آپ میرا رزلٹ دیکھنا چاہتے ہیں اور ان تینوں باتوں میں کوئی بھی تو ایسی بات پوشیدہ نہیں ہے جو مجھے کسی شک میں ڈالے کیونکہ ڈگری، رزلٹ کارڈ یا فائنل تعلیمی رپورٹ سب ایک ہی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ میرا رزلٹ دیکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر جاسم: بس، میرا یہی مطلب تھا جو تم نے سمجھ لیا ہے۔

طالبہ: لیکن آپ کی اس منطق کا میرے حجاب کے سوال سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر جاسم: اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں تین ایسے استعارے استعمال کیے ہیں جو عورت کے حجاب پر دلالت کرتے ہیں۔

طالبہ: (حیرت سے) وہ کیا ہیں اور کس طرح؟

ڈاکٹر جاسم: اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ دار عورت کی جو صفات بیان کی ہیں انہیں تین تشبیہات یا استعاروں (**الحجاب، الجلباب، الخمار**) سے بیان فرمایا ہے جن کا مطلب بس ایک ہی بنتا ہے تم ان تین تشبیہات سے کیا سمجھو گی پھر؟

طالبہ: خاموش

ڈاکٹر جاسم: یہ ایسا موضوع ہے جس پر اختلاف رائے تو بنتا ہی نہیں بالکل ایسے ہی جیسے

Scanned with CamScanner

تم ڈگری، رزلٹ کارڈ یا فائنل تعلیمی رپورٹ سے ایک ہی بات سمجھی ہو؟

طالبہ: مجھے آپ کا سمجھانے کا انداز بہت بھلا لگ رہا ہے مگر بات مزید وضاحت طلب

ہے۔

ڈاکٹر جاسم: پردہ دار عورتوں کی پہلی صفت (اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ {وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ} باری تعالیٰ نے پردہ دار عورتوں کی جو دوسری صفت بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ}

(النور ۲۴:۳۱)

(اے نبیؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ دار عورتوں کی جو تیسری صفت بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ (اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو وہ پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔)

{وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ}

ڈاکٹر جاسم: کیا ابھی بھی تمہارے خیال میں یہ تین تشبیہات عورت کے پردہ کی طرف اشارہ نہیں کر رہیں؟

طالبہ: مجھے آپ کی باتوں سے صدمہ پہنچ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر جاسم: ٹھہرو، مجھے ان تین تشبیہات کی عربی گرامر سے وضاحت کرنے دو۔ عربی گرامر میں ''الخمار'' اس اوڑھنی کو کہتے ہیں جس سے عورت اپنا سر ڈھانپتی ہے، تاہم یہ اتنا بڑا ہو جو سینے کو ڈھانپتا ہوا گھٹنوں تک جاتا ہو۔ اور ''الجلباب'' ایسی کھلی قمیص کو کہتے ہیں جس پر سر ڈھانپنے والا حصہ مڑھا ہوا اور اس کے بازو بھی بنے ہوئے ہوں، فی زمانہ اس کی بہترین مثال مراکشی عورتوں کی قمیص ہے جس پر ہڈ بھی بنا ہوا ہوتا ہے۔ تاہم ''حجاب'' کا مطلب تو ویسے ہی پردہ ہی بنتا ہے۔

طالبہ: جی میں سمجھ رہی ہوں کہ مجھے پردہ کرنا ہی پڑے گا۔

ڈاکٹر جاسم: ہاں، اگر تیرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے تو ایک اور بات جان لے کہ: ''لباس دو قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلا جسم کو ڈھانپتا ہے۔ یہ والا تو فرض ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے۔ دوسرا وہ جو روح اور دل کو بھی ڈھانپتا ہے۔ یہ دوسرے والا لباس پہلے سے زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ {: ولباس التقوی ذلک خیر}

''بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔''

ہوسکتا ہے کہ ایک عورت نے ایسا لباس تو پہن رکھا ہو جس سے اس کا جسم ڈھکا ہوا ہو، لیکن اس میں تقویٰ کا لباس نہ اوڑھ رکھا ہو۔ تو ٹھیک طریقہ یہی ہے کہ وہ دونوں لباس زیب تن کرے۔ (منقول)

*مسلمان عورت کے لئے استعماری طاقتوں کا ایجنڈا اور ہمارا عزم

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی*

دور جدید میں مسلمان عورت کو ہدف بنا کر جو ایجنڈا نافذ کیا جا رہا ہے، اس کے لیے ماضی قریب میں بین الاقوامی سطح پر مختلف کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا رہا ہے اور ان کانفرنسوں کے بعد جو اعلامیے اور دستاویزات منظر عام پر آئی ہیں ان میں وہ پروگرام واضح طور پر سامنے آیا ہے جو استعماری طاقتوں نے مسلمان عورت کے لیے بنایا ہے۔ اسمیں سرفہرست یہ نکات ہیں:۔

☆ معیشت اور سیاست کے نام پر عورت کو بااختیار بنایا جائے۔

☆ Gender equality اور Women Empowerment اور Gender mainstreaming وہ بنیادی اصطلاحات ہیں جو کہ آج کی مادی دنیا میں رائج کی جا رہی ہیں۔

☆ تمام قومی پالیسیوں میں مساوات مرد وزن کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

☆ صحت میں تمام تر توجہ صرف تولیدی صحت اور ایڈز پر مرکوز رکھی گئی ہے۔ جیسے دنیا میں باقی تمام بیماریاں ختم ہو چکی ہیں۔

☆ وہ تمام قوانین جو کہ مغرب کو قابل قبول نہیں، ان کو امتیازی قوانین کا نام دے کر ختم کرنا اور یہ دلیل دینا کہ چونکہ ہم خلا میں نہیں رہتے اور بین الاقوامی معاہدوں پر ہم دستخط کر چکے ہیں، اس لیے ان قوانین کو ختم کرنے کے پابند ہیں۔ (اگرچہ مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے

---

*۳۰۔ حالات حاضرہ، سمیحہ راحیل قاضی، ماہنامہ چمن بتول لاہور، فروری ۲۰۰۶ء

Scanned with CamScanner

ہیں کہ ہم سب سے پہلے اپنے رب سے کیے ہوئے وعدے اور معاہدے پر کاربند رہیں گے)۔

☆ اکثریتی فیصلوں کا احترام کرنے کا شور مچانے اور جمہوری اقدار کی ترویج کا غلغلہ بلند کرنے کے باوجود جہاں ان کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں، وہ انہی کی حمایت کرتے ہیں اور اقلیتی گروپس کو اکثریتی عوام پر مسلط کر کے اپنے ایجنڈے کو نافذ کرتے ہیں۔

مسلمان خواتین کی واضح اکثریت اب ببانگ دہل یہ اعلان کرتی ہے کہ جن تہذیبوں نے بھی مرد اور عورت کے درمیان فطری تقسیم کار کے خلاف اقدامات اٹھائے ہیں وہ روئے زمین سے نیست ونابود ہوگئی ہیں۔ رومن اور یونانی تہذیبیں اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن میں عورت اور مرد ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں معاونت اور رفاقت کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ دو مدمقابل قوتیں نہیں بلکہ زندگی کی گاڑی کے دو یکساں پہیے ہیں، جو کہ حقوق، اجر وثواب اور عذاب و پاداش میں بالکل مساوی اور یکساں، اور فرائض میں جداگانہ کردار ادا کرتے ہیں۔ اس میں عورت کا کردار بحیثیت ماں اور بیوی کے اتنا ہی اہم ہے جتنا ایک ملک کے لیے حکمران، فوج اور قانون کا ہوتا ہے۔ عورت کی ممتا اور بیوی کے رول کو غیر اہم اور فرسودہ اور اسے عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے کا تصور پوری تہذیب کو ملیامیٹ کرنے کے مترادف ہے۔ فطرت نے عورت کے حصے میں انسان کی تخلیق و تعمیر کی جو گراں بار ذمہ داری ڈالی ہے، اس میں اس کی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ محبت اور حفاظت سے کسی قیمتی شے اور قیمتی فریضے کی ادائیگی میں مصروف ہستی کی طرح رکھی جائے۔ اور اسے دنیا کے جھمیلوں اور جھنجھٹوں سے بے نیاز خلوت عطا کی جائے، تبھی روئے زمین پر وہ مہذب اور متمدن

نسل پروان چڑھ سکے گی۔ جس کو گھر کی خوبصورت دنیا کی محبت ملی ہوگی وہ دنیا کو وہی محبت اور شفقت لوٹا سکے گی۔ ورنہ آج کی دنیا اسی لیے فساد سے بھر گئی ہے کہ عورت نے اپنا بنیادی فریضہ غیر اہم اور فرسودہ سمجھ کر ترک کر دیا ہے۔ یا اس پر نظریے کو مسلط کر دیا گیا ہے اور اس سے فرار کی راہ اختیار کرنے کو ہی عورت اپنی ترقی سمجھ بیٹھی ہے۔ اور گھر جو کہ دنیا کی بنیادی اکائی ہے وہ ممتا اور گھر گرہستن سے خالی ہو کر بازار کے سپرد ہو گیا ہے۔ اور خود بھی ایک سرائے اور ہوٹل میں تبدیل ہو کر محبت اور شفقت سے خالی ہو گیا ہے۔ اس لیے ہمیں واپس شادی، خاندان اور ممتا کے اداروں کی بحالی کے لیے سنجیدہ ہو جانا چاہیے۔

اس ضمن میں جو دوسرا بنیادی حق عورت کے تحفظ اور وقار کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ عائد کیا ہے کہ وہ مخلوط معاشرے کی ترویج کے بجائے مرد و عورت کے اپنی اپنی فطرت کے مطابق دائرہ کار میں کام کرنے کو ترجیح دیں۔ اس کے بعد جب بھی ضروری ہو وہ ایک باوقار لباس میں (جسے اسلامی معاشرے میں حجاب کے نام سے جانا جاتا ہے) گھر سے باہر کے امور سرانجام دے سکتی ہے۔ اور اسے قرآن کریم میں عورتوں کے لیے فرض قرار دیا گیا ہے، تاکہ وہ ستائی نہ جاسکیں اور محفوظ اور باوقار رہیں۔

پوری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دورِ نبویؐ سے لے کر آج کی جدید دنیا تک حجاب مسلمان عورت کا بنیادی فریضہ رہا ہے، جس کو وہ کسی شوق، فیشن، جبر، پابندی، مردوں کے حکم، معاشرے کے رواج کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم اور قرآن کے عائد کیے ہوئے فرض اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نافذ کیے گئے قانون کی وجہ سے کرتی ہے اور اسے اپنے لیے وجہ افتخار سمجھتی ہے۔ لیکن استحصالی قوتیں مسلمان عورت کے اس بنیادی حق کو مذہبی شعائر اور سیکولرازم کے خلاف مشتعل کرنے والا نشان بنا کر دہشت گردی کی علامت کے طور پر مشہور

کر رہی ہیں۔ خصوصاً نقاب والی عورت کو دہشت گرد اور فرسودہ اقدار والی عورت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ ۱۳؎ جس کو مسلم معاشرے کبھی بھی قبول نہ کریں گے۔ خواہ اسلام دشمن طاقتوں کے لیے کتنی بھی خوف کی علامت کیوں نہ ہوں۔ ہمیں بھی aging problem اور بوڑھے پینشنروں کے بوجھ سے لدی سوسائٹی کے خوف سے خاندانی نظام کی مضبوطی اور افزائش نسل کی بڑھوتری کے اقوام مغرب کے فلسفے سے سبق اور عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ اور فطرت سے بغاوت کی روش ترک کر کے صحیح اسلامی فلاحی معاشرے کی داغ بیل ڈالنی چاہیے۔ جس میں عورت کا ایک ایسا غالب کردار ہے جس کی عملی مثالیں خانوادہ نبوت کی پردہ نشینوں نے اس طور پیش کی ہیں کہ زمانہ لاکھ اسے نظر انداز کرے وہ چھپائے نہیں چھپتیں۔ چاہے وہ حضرت خدیجہؓ ہوں جنہوں نے انسانوں میں پہلے انسان کے طور پر نبوت کی گواہی دی۔ یا حضرت عائشہؓ جن کے فیصلوں پر آج کے قانون دان حضرات فیصلے کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ایک تہائی دین کے علم سے مسلمان بہرہ ور ہوئے۔ یا حضرت فاطمہؓ جو کہ خاندان اور ممتا کے اداروں کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یا حضرت زینبؓ جن کے خطبوں نے حیدر کرارؓ کی یاد امت کے دلوں میں تازہ کی، اور جن کی شجاعت اور روایت نے واقعہ کربلا کو رہتی دنیا تک حق وصداقت کا علم بلند کرنے اور یزیدی قوتوں کے سامنے نہ جھکنے کا ولولہ انگیز سبق دیا۔

میں یہاں پر یہ بات بھی واضح کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام مکالمے، رواداری، امن وسلامتی اور محبت واخوت کا دین ہے۔ مسلمان عورت انہی نظریات کے ساتھ پروان چڑھتی ہے۔ وہ آج بھی دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے اور ''جیو اور جینے دو'' کے اصولوں پر اس زمین کو محبت وسلامتی کی آغوش میں دینے کے لیے سرگرداں ہے۔ مگر آج اس کے لیے حجاب کی پابندی، اس کے خاندان میں بنیادی کردار اور مخلوط معاشرے کی تباہ کاریوں سے بچ کر محفوظ اور محبت بھری پناہ گاہوں میں رہنے کو شک وشبے کی نظر سے دیکھا جارہا ہے۔ اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۳۱۔ دیکھیے نیوز ویک کا شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۵، جس کے ٹائٹل پر نقاب والی مسلمان عورت کی تصویر ہے

Scanned with CamScanner

اسی عورت کی اہمیت ہے جو مرد کی طرح سوچے، مرد کی طرح جیے اور حتیٰ کہ مرد کی طرح لباس پہنے۔

شرق وغرب میں بیدار ہونے والی نئی مسلمان عورت تمام تر دہشت گردی (چاہے وہ انفرادی ہو یا ریاستی دہشت گردی) سے سرعام بے زاری اور نفرت کا اعلان کرتے ہوئے اس بات کا عزم کر رہی ہے کہ اپنی روایات اور اپنی اقدار پر کسی کا زبردستی تسلط تسلیم نہ کرے گی۔ چاہے اس کے لیے اسے کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ اور ہم اقوام عالم اور ان کے اداروں سے بھی یہ توقع رکھتی ہیں کہ زبردستی اپنی تہذیب اور اقدار کو تھوپنے کی بجائے وہ مکالمے، بحث ومباحثے اور احترام و رواداری کے اعلیٰ انسانی اصولوں کو اپنائیں گے تاکہ ہم مہذب معاشرے تشکیل دے کر مہذب اقوام سے اس روئے زمین کو مہذب اور امن وآشتی کی جگہ بنا سکیں۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

محکمات عالم قرآنی

خلافت آدم

اے زوینت عصر حاضر بردہ تاب فاش گویم با تو اسرار حجاب
ذوق تخلیق آتشے اندر بدن از فروغ او فروغ انجمن !
ہر کہ بردارد ازیں آتش نصیب سوزوساز خویش را گردر رقیب
ہر زمان برنقش خود بندونظر تانگیرد لوح او نقش دگر
مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید مدتے جز خویشتن کس راندید
نقش مارا در دِل ریختند ملتے ازخلوتش انگیختند
می توانی منکر یزوان شدن منکر ازشان نبیؐ نتوان شدن
گرچہ داری جان روشن چون کلیم ہست افکار تو بے خلوت عقیم

ازکم آمیزی تخیل زندہ تر
زندہ تر، جو یندہ تر، یا بندہ تر !

علم وہم شوق ازمقامات حیات ہردومی گیرد نصیب ازواردات !
علم ازتحقیق لذت می برد عشق از تخلیق لذت می برد
صاحب تحقیق را جلوت عزیز صاحب تخلیق را خلوت عزیز
چشم موسیٰ خواست دیدار وجود ایں ہمہ ازلذت تحقیق بود
لن ترانی نکتہ ہا دارد دقیق اند کے گم شودرین بحر عمیق
ہر کجا بے پردہ آثار حیات چشمہ زارش در ضمیرِ کائنات
درنگر ہنگامہ آفاق را زحمت جلوت مدہ خلاّق را

حفظ ہر نقش آفرین ازخلوت است
خاتمِ اُو را نگین ازخلوت است

Scanned with CamScanner

محکمات عالم قرآنی

خلافت آدم

اے کہ دورِ حاضر نے تیرے دینی جذبے کی گرمی کو سرد کر دیا ہے۔
آؤ میں تمہیں حجاب کی مصلحتوں کو کھول کر بتاتا ہوں۔

ذوقِ تخلیق کا انسانی جسم میں آگ کی طرح سلگ رہا ہے
اس ذوق تخلیق سے انسانی معاشرے کو فروغ حاصل ہے۔

جس کو بھی ذوق تخلیق کی اس آگ سے کچھ حصہ ملا ہے۔
وہ اپنے اندر کے سوز و ساز سے ایک کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

وہ ہر وقت اپنے نقش کی نگرانی کرتا ہے تاکہ اس پر کوئی دوسرا نقش اثر انداز نہ ہو۔
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں خلوت اختیار کی۔

ہمارا نقش (امت مسلمہ کا نقش) انؐ کے دل میں راسخ کر دیا گیا۔
انؐ کی خلوت سے ایک قوم پیدا کر دی گئی۔

اگرچہ کلیم اللہ کی طرح تجھے ایک روشن روح تو حاصل ہے۔
لیکن خلوت کے بغیر تیرے افکار بانجھ ہیں۔

کم آمیزی سے تخیل میں زندگی کی لہر تیز دوڑتی ہے۔
اور زیادہ بیدار زیادہ جستجو کرنے والا اور زیادہ حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

علم اور شوق دونوں زندگی کے مقامات میں سے ہیں۔
دونوں واردات قلبی سے اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔

علم تحقیق سے لذت حاصل کرتا ہے۔
عشق تخلیق سے لذت حاصل کرتا ہے۔

تحقیق والے جلوت کو عزیز رکھتے ہیں۔
تخلیق والے خلوت کو عزیز رکھتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ذات حق کو سامنے دیکھنے کی درخواست کی۔
یہ سب لذت تحقیق کا کرشمہ تھا۔

اللہ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے اس میں بہت سارے دقیق نکتے پوشیدہ ہیں۔
تھوڑی دیر کے لئے اس گہرے سمندر میں گم ہو جائیں۔

ہر جگہ زندگی کے آثار بے پردہ نظر آتے ہیں۔
کائنات کا ضمیر اس چشمے کا منبع ہے۔

آفاق کے سارے ہنگامے پر نظر ڈالو۔
تخلیق کرنے والی ہستی کو جلوت کے ہنگاموں کی تکلیف نہ دو

اس لئے کہ ہر تخلیق کی حفاظت کے لئے خلوت کی ضرورت ہوتی ہے
اور اس کے صدف کا موتی خلوت میں جنم لیتا ہے۔

علامہ اقبال: جاوید نامہ: محکمات عالم قرآنی، خلافت آدم

Scanned with CamScanner

قواریر فیشن

فیشن اور روایت ساتھ ساتھ

قواریر فیشن کیا ھے؟

قواریر کے معنی ہیں، کانچ، شیشہ اور آبگینہ

قواریر یعنی کانچ اور آبگینہ حضور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا وہ نام ہے جس پر عورت جتنا بھی ناز کرے وہ کم ہے۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں اُن خواتین کو جو قافلے میں اُونٹوں پر سوار تھیں، یہ خطاب دیا۔ جب ساربان نے اُونٹوں کو تیز دوڑانا شروع کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پکار کر کہا کہ آہستہ چلو، تم پر آبگینے سوار ہیں، کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔

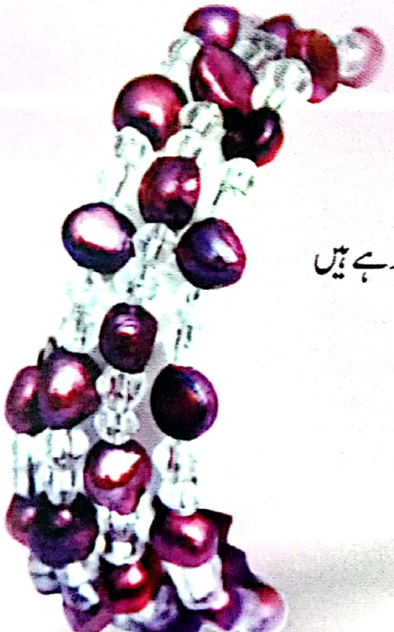

قواریر اپنی نزاکت، خوبصورتی اور پاکیزگی میں اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔

ہم آپ کیلئے قواریر فیشن کے تحت مسلم ثقافت اور اقدار و روایات کے حامل خوبصورت اور منتخب حجاب پیش کر رہے ہیں

پراجیکٹ

انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین IMWU

8-C Mansoorah, Lahore.

Tel: 042-35419520 Fax: 042-35432194

Scanned with CamScanner